پریم پیپرز کا عشقیہ مایہ ناز دل ہاتھ

میں لیکر پڑھنے والا ناول

جہنمی حور

عرف

شیطان کی بیٹی

انتہا کا دلچسپ اور عبرت انگیز ناول۔ حور تو بہشتی ہوتی ہے جہنمی کیسے ہو
سکتی ہے اس کا پتہ سارا ناول پڑھنے سے لگ سکتا ہے

از قلم حکیم مظفر حسین صاحب اظہر دہلوی

پبلشرز جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب
و پبلشرز۔ چوک متی۔ سچدیو بلڈنگ لاہور

گذارش احوال واقعی

صاحبان! ہمنے طول طویل اشتہارات کے دینے کا سلسلہ قطعی بند کر دیا ہے لیکن مختصراً اشاعت و عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اپنی مجوزہ جدید فہرست میں ناول انتخاب لاجواب چیدہ چیدہ اور لاثانی درج کر بیٹھے جو قابل اور مشہور ترین مصنفوں کی تازہ یادگار اور آپ کے دلونکو فرحت دینے کا باعث ہونگے باہمہ صفت موصوف ہونیکے طرہ یہ ہوگا کہ نرخ رعایتی مقرر کیئے جائینگے ہم یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آپ مطالعہ کرنیکے بعد نامور مصنفوں کے ناولوں کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہدینگے۔ نیز آپ کی سہولیت کیلئے ہر قسم کے ناول تین ڈیپارٹمنٹ میں حسب ذیل طریقہ سے منقسم کردیئے ہیں تاکہ جس قسم کی طبعیت کا رجحان ہو وہ فوراً سرخی دیکھ کر اپنی حسب منشا ناول انتخاب کر کے طلب فرما سکیں اور ہماری خدمات کی داد دیں۔

نام ڈیپارٹمنٹ

(۱) سنت سیرز ناول جسمیں دھارمک۔ اخلاقی و تاریخی ناول درج کیئے گئے ہیں۔

(۲) پریم سیرز ناول جس میں عشقیہ مضمون کے ناول بھرپور ہونگے۔

(۳) منوہر سیرز ناول جس میں جاسوسی کے متعلق نظارہ دکھلایا گیا ہے۔

نوٹ:۔ مثلاً پریم سیرز کا عشقیہ ناول جہنمی حور عرف شیطان کی بیٹی دنیا کے مشہور انشا پرداز حکیم مظفر حسین صاحب اظہر دہلوی کی جولانی طبع کا بہترین نمونہ پیش نذر ہے۔

پبلشرز

جہنمی حور!

عُرف

شیطان کی بیٹی

باب اوّل

عیش کر زندگانی پھر کہاں
زندگانی بھی رہی تو یہ جوانی پھر کہاں

پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں تمام کے بادشاہ رچرڈ نے اس جہان فانی کو خیرباد کہا اور اس کی بجائے اسکا نوجوان فرزند شہزادہ ولیم تخت نشین ہوا۔ رچرڈ کا علاقہ زرخیز اور اسکی افواج زبردست تھیں ہمسایہ حکمران اس سے رشک و حسد کرتے تھے مگر اسکے قوی ہونے کی وجہ سے اس کا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے بلکہ رچرڈ کو خراج دینے پر مجبور تھے اس کا ملک آباد اور تمام رعایا شاد تھی۔ تمام ملک گویا ایک سرسبز شاداب باغ تھا جس میں کبھی خزاں کا دخل نہ تھا۔ قلعہ کی عین فصیل کے نیچے ایک دریا بہتا تھا جس کا کنارہ لوں کو بے حد فیض تھا جہاں تک نظر جاتی تھی سبزی ہی سبزی نظر آتی تھی میلوں تک اناج

کے کھیت پھیلے تھے نواح قلعہ کی رونق اور بہار دل و دماغ کو تازگی بخشتی تھی۔

جب شاہ رچرڈ دوبارہ جشن کرتا تھا تو خدا کی قدرت جلوہ گر ہوتی تھی لیکن چند سال بعد اس کی طبیعت میں ایک عجیب و غریب انقلاب پیدا ہو گیا تھا یعنی اس کا مزاج بالکل سخت ہو گیا۔ دماغ میں خشکی اور دل میں سرد مہری نے مسکن بنا لیا تھا۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ رچرڈ کی بیگم شادی کے چند ہی روز بعد مر گئی جس کا بادشاہ کو بہت بڑا صدمہ ہوا اس نے دوسری شادی نہیں کی بلکہ اس کا دل ہی عورتوں سے کھٹا ہو ا چنانچہ اس نے تمام عورات کو محل سے نکال دیا۔

رچرڈ شجاعت اور بہادری میں اپنی نظیر آپ تھا۔ اگر کوئی ہمسایہ حکمران بھی رعایا میں سے کسی فرد کو ٹیڑھی نظر سے بھی دیکھتا تھا۔ تو یہ اس کی فوراً سرکوبی کرتا تھا۔ انہیں وجوہ سے تمام رعایا ہر وقت اس کی جان نثاری پر آمادہ رہتی تھی اور اسکے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہاتی تھی۔ اور ہمیشہ اس کے عدل و انصاف کے افسانے دہراتی تھی۔

گو بعض سردار اس کی بدمزاجی کے شاکی پائے جاتے تھے تاہم رچرڈ ایسے عادل اور شجاع بادشاہ کی اطاعت کو اپنا مقدس فرض سمجھتے تھے۔ رچرڈ نہایت ہوشیار اور دانشمند اور ملک کے ذرا ذرا سے حالات سے واقف تھا اس کے جاسوس دم دم کی خبریں اسے لا کر دیتے تھے۔

رچرڈ نے اپنی وسیع سلطنت اپنے اکلوتے بیٹے ولیم پر چھوڑ دی اور اس کے بعد وہی تخت نشین ہوا۔

لیکن ولیم کا مزاج و حالات باپ سے بالکل مختلف تھے یہ لکھا جا چکا ہے کہ رچرڈ نے محل سے تمام عورات کو نکال دیا تھا۔ اس لئے ولیم کی

پرورش مردوں ہی کے ہاتھوں میں ہوئی تھی۔ بادشاہ کا حکم تھا کہ وہ محل سے باہر نہ نکلنے پائے اور اس حکم کی سختی سے تعمیل ہوئی۔ اور اُسے فنون جنگ بھی محل کے اندر ہی سکھلائے گئے اور وہیں علمی تعلیم ہوئی۔

جب ولیم نے میدان شباب میں قدم رکھا تو وہ محل کے اندر رہنے سے گھبرانے لگا۔ مگر باپ کے حکم سے سرتابی کی جرأت اُسے کیونکر ہو سکتی تھی۔

ایک روز دفعتاً ارکین سلطنت شہزادہ ولیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مغموم و ملول ہو کر اسے اطلاع دی کہ شاہ نے وفات پائی۔ پس حضور تخت سلطنت کو زینت بخشیں۔

ولیم یہ سُنکر گویا چونک پڑا۔ باپ کی وفات کا اسے بیحد قلق ہوا۔ اس وقت اس کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ نہ تھی۔ اس لئے سلطنت کی ذمہ داری سے گھبرا گیا۔

ولیم حُسن ظاہری کا ایک اعلیٰ نمونہ تھا۔ اس کا چہرہ وجیہہ اور شاندار تھا۔ مگر ناتجربہ کاری کا غازہ اسکے گلگوں رخساروں پر صاف چمک رہا تھا۔ شہزادہ کے ظاہری طور و اطوار دیکھ کر ارکین سلطنت دل میں بے حد مسرور تھے ان کا خیال تھا کہ وہ عدل و شجاعت اور معاملہ بینی میں اپنے باپ رچرڈ سے کہیں دو قدم آگے بڑھ جائے گا۔ لیکن ان کا خیال غلط ثابت ہوا۔

شاہ مرحوم کی تجہیز و تکفین کے چند ہی روز بعد ولیم کے اخلاق پسندیدہ اور اطوار سنجیدہ میں فرق آگیا۔ شراب منہ لگی۔ عیش و عشرت نے اسے اپنے دام میں پھانس لیا۔ دربار میں ہر وقت ناچ و رنگ کی مجلسیں جمنے لگیں۔ بادشاہ نے شمشیر خارا شگاف کو کمر سے کھولکر طاق نسیاں پر رکھدیا۔ اسکے

جسم نے زرہ بکتر اور اسلحہ کی بجائے باریک ریشمی لباس اور پھولوں کو قبول کیا۔ دربار اندر کا اکھاڑہ بن گیا۔

ولیم رفتہ رفتہ بحر عیش میں ایسا غرق ہوا کہ اسے کاروبار سلطنت کی بالکل خبر نہ رہی اور ملک کا تمام انتظام وزیر مچپٹر کے ہاتھ میں جا پڑا۔

جب تک شاہی خزانہ معمور رہا۔ اور بادشاہ کے لئے سامان عیش مہیا ہوتا اور خواب غفلت سے بالکل نہ چونکا۔ اس اثنا میں بادشاہ نے کبھی مچپٹر سے سلطنت کے بارہ میں کوئی سوال نہ کیا کبھی نہ دیکھا کہ قوم کا کیا حال ہے۔ رعایا کی کیا کیفیت ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی عیاشی نے خزانہ خالی کر دیا۔ وزیر نے محسوس کیا کہ بادشاہ کا خرچ چلنا بھی دشوار ہے اس نے دور اندیشی کو بالائے طاق رکھ کر رعایا پر طرح طرح کے ٹیکس لگائے اور جبر و ستم سے روپیہ وصول کرنے لگا۔ اس نے معمولی معمولی جرموں پر لوگوں سے بڑی بڑی رقمیں بطور جرمانہ کے وصول کیں جسے رعایا نے غیر معمولی طور پر محسوس کیا۔ مگر بادشاہ کو بالکل خبر نہ تھی۔

وزیر مچپٹر سلطنت کے تمام سیاہ و سفید کا مالک بنا ہوا تھا۔ اس نے اپنے تمام عزیز و احباب کو بڑے بڑے عہدے دے دیئے تھے۔ اور یہ سب لوگ رعایا کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے رشوت کا بازار گرم تھا۔ اور رعایا پر کھلے بندوں ظلم ہو رہا تھا جس کی فریاد سننے والا کوئی نہ تھا وزیر کو صرف ایک ہی فکر تھا یعنی بادشاہ کی عیاشی کے اخراجات پورے کرنے کا اسی طرح وہ خود بھی بہت مالدار اور وسیع جائداد کا مالک بن گیا تھا۔

نوبت یہاں تک پہنچی کہ رعایا ظلم سے چیخ اٹھی۔ مگر اس کی فریاد کسی نے

نہ سُنی ظلم کی تلافی کچھ نہ ہوئی۔ ملک میں چوروں کی کثرت ہو گئی۔ سرحدی علاقوں کو ملک میں گھس کر رعایا کو بیدردی سے لوٹنے لگے۔ عام بدامنی پھیل گئی اور تمام رعایا پریشان ہو گئی اور اسی حالت میں دو سال گذر گئے۔

وزیر نے نہ تو خود بدامنی کا انسداد کیا۔ اور نہ اس کی اطلاع بادشاہ کے کان تک پہنچنے دی۔

اور ارکین سلطنت ان حالات کو نہایت رنج و ملال کے ساتھ دیکھ رہے تھے مچیٹر کے سامنے ان کی ایک پیش نہ جاتی تھی وہ کیا شاہ کسی کو بادشاہ تک پہنچنے نہیں دیتا تھا خصوصاً دوسرا وزیر حبیب ان حالات کو بڑی تشویش سے دیکھ رہا تھا۔ مگر خاموش تھا۔

جب ایک روز ان حالات کی اطلاع کرنے کی غرض سے بادشاہ کے پاس گیا بھی اور اس وقت مچیٹر بھی نہیں تھا لیکن بادشاہ کی مصروفیت نے اتنی مہلت نہ دی۔

یہ خبریں چھپنے والی نہ تھیں۔ سرحدی ملکوں میں بھی مبالغہ کے ساتھ افواہیں کسی صورت میں جا پہنچیں۔ اور ہمسایہ حکمرانوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔

باب دوم

خوابِ غفلت دُور

شاہ جوزف کی فوجیں چھپکے سے آ پہنچی ہیں اس لئے وزیر مچیٹر بہت پریشان ہے۔

شاہ مرحوم رچرڈ نے جوزف سے کئی بار خراج وصول کیا تھا اور جب اس نے انکار کیا تھا۔ تو اسے شمشیر کی نوک سے سیدھا کیا تھا۔ اب جب اس نے ولیم کی عیاشی اور سلطنت کی ابتری کے افسانے سنے تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا جذبہ انتقام اس کے سینے میں جوش زن ہوا۔ اس نے دل میں کہا کہ یا تو غافل بادشاہ سے زر کثیر واپس لے ورنہ اس کی سلطنت ہی پر بزور شمشیر قبضہ کر لے۔

اس وقت وزیر کا فرض تھا کہ وہ بادشاہ کو صورت حالات سے مطلع کرتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ فوج فراہم کر کے خود ہی مقابلہ کا ارادہ کیا۔ چنانچہ فراہم شدہ فوج اپنے ہمراہ لے کر دشمن کے سامنے میدان میں جا ڈٹا۔

سرحد پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ خوب لوہا برسا۔ فریقین کے بے شمار بہادر کھیت رہے خون کے دریا بہ نکلے۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے مگر قسمت نے بیپیپرڈ کا ساتھ نہ دیا۔ اس نے شکست فاش کھائی۔ اور جوزف مظفر و منصور ہوا۔

شاہ ولیم کو اب تک معلوم نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے بیپیپرڈ نے شکست کھائی تو اب اُسے سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کہ یہ اس حادثہ کی اطلاع بادشاہ کو دے۔ چنانچہ اس نے حاضر ہو کر اس جنگ اور اپنے شکست کھانے کا تمام حال بیان کر دیا۔

بادشاہ یہ سنکر چونک پڑا۔ وزیر پر اُسے بیحد غصہ آیا۔ اسکے ساتھ ہی اسکے سینہ میں بحر شجاعت جوش زن ہوا۔ چنانچہ اس نے فوراً گلے سے پھولوں کے ہار نکال پھینکے۔ ریشمی اور باریک کپڑے پھاڑ دیئے۔ زرہ بکتر اور شمشیر طلب

کی۔ فاحشہ عورتوں کو نکالدیا۔ سازندوں کے ساز توڑ ڈالے۔
اس کے بعد وہ اُٹھا۔ پھر توشہ خانہ و اسلحہ خانہ کا معائنہ کیا بقیہ فوج کو جمع کیا۔ پھر جنگ کی تیاری کی۔ شہر میں گشت کر کے رعایا کو تسلی دی۔ اور دشمن سے مقابلہ کے لئے بذات خاص تیار ہو گیا۔
شاہ ولیم نے مجسٹریٹ اور اسکے ہوا خواہوں کو قید خانے میں بھیجا۔ کیونکہ وزیر جیکب نے اس کے کرتوت بادشاہ کے گوش گذار کر دیئے تھے اور کس سے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ان لوگوں نے کمزور رعایا کو کس طرح لوٹا۔ اور کیسا ستایا ہے۔ مجسٹریٹ کا منصب جیکب کو دیا گیا۔ مگر بادشاہ نے کہا کہ تم شہر میں رہ کر یہاں کا انتظام کرو اور کل انتظام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔
الغرض فوج ولیم کی ماتحتی میں ہو گئی۔ نہایت جوش و خروش کے ساتھ میدان جنگ کو روانہ ہو گئی +

باب سوم

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

یہ سچ ہے کہ شاہ ولیم نے کامل دو سال عیش و عشرت میں بسر کئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے جسم سے شجاعت کی روح اور دل کا جذبہ بالکل رخصت نہیں ہو گیا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ اس مدت کے آرام و آسائش سے وہ زیادہ تنومند اور شجاع ہو گیا تھا چنانچہ اس نے اپنے حریف کا مقابلہ کیا جس طرف کو نکل گیا حریفوں کی صفیں صاف کرتا گیا۔

لیکن اس کا علاج اسکے پاس کیا تھا۔ کہ دشمن کے پاس کثیر فوج تھی۔ یہاں چند ہزار اور وہاں دو تین لاکھ سپہ سالار کی بہادری ایسے موقعہ پر کیا بنا سکتی ہے خصوصاً جبکہ حریف اسے شکست دینے پر تلا ہوا تھا۔ اور اس نے ایک بار فتح حاصل کرنے سے اپنے سپاہیوں کے دلوں کو تازہ جوش سے لبریز کر دیا تھا۔ الغرض شاہ ولیم کی بہادری بھی کچھ کام نہ آئی۔

صبح سے شام تک میدان کارزار گرم رہا۔ سوا سات بجے کے قریب ولیم کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے چنانچہ کیا پیدل کیا سوار سب بھاگ کھڑے ہو گئے بدنصیب بادشاہ نے اس کو ہمت دلائی۔ سزا کا خوف بھی دکھایا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک سپاہی نے بھی اس کا کہنا نہ مانا۔

یہ حالت دیکھ کر اسے بڑی مایوسی ہوئی۔ اس کے آنسو نکل پڑے اپنی گذشتہ عیاشی اور اوباشی پر لعنت بھیجنے اور اپنی سلطنت کی بربادی اور رعایا کی تباہی پر آٹھ آٹھ آنسو رونے لگا۔ لیکن سب کچھ بعد از وقت بے سود تھا۔ وقت رفتہ کیونکر واپس آ سکتا تھا۔

بادشاہ نے اپنے گھوڑے کو ہنٹر بتائی۔ اور ایک طرف نکل جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ میدان سے کوئی ایک میل نکل آیا۔ قضا کار یہاں گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور بادشاہ پشت زین سے زمین پر آ پڑا۔ اور اس کا گھوڑا ہنہناتا ہوا کسی طرف کو بھاگ گیا۔ شام کی تاریکی پھیل چکی تھی۔ اس لئے اسے نظر نہ آیا کہ گھوڑا کدھر گیا۔

اب بدنصیب انسان ایک درخت کے نیچے بیٹھا اپنی قسمت کو رو رہا تھا۔ اس نے کہا یہ سب کچھ میری بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں کا نتیجہ ہے آہ دو برس کی عیاشی اور عیش پرستی کا انتقام زمانے نے مجھ سے اس طرح

سے لیا میری غفلت کی وجہ سے میری رعایا نے جو جبر و ظلم سہے۔ خدا نے مجھ سے اس کا بدلہ لیا۔ آہ افسوس اب کیا کروں۔ کدھر جاؤں۔ روٹھی ہوئی تقدیر کو کیسے مناؤں کیا تدبیر کروں۔

پھر وہ بولا۔ بیشک میں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا۔ مجھ سے بلاشبہ بہت بڑا گناہ سرزد ہوا۔ لیکن اب اس کی تلافی ہو تو کیونکر ہو۔

لیکن پھر اُس نے دل میں کہا کہ یہ رونا دھونا فضول ہے۔ مگر اس حادثہ سے جو میری توہین اور آبروریزی ہوئی ہے اُس کا بدلہ لینا میرا فرض ہے۔ ہاں اپنے ملک و مال کو دشمن کے پنجہ سے نکالنا مجھے لازم ہے واجب ہے یہ تو سچ ہے مگر اس کی کیا تدبیر!

اس کے بعد وہ عالم مایوسی میں اپنی بدقسمتی پر اشک افسوس بہانے لگا اور بولا الٰہی تیرے نزدیک شکست کو فتح سے بدل دینا کوئی بڑی بات نہیں اپنی خدائی کے صدقہ اس قعرِ ندامت سے نکال اے خدا تو بڑا کارساز ہے گنہگاروں کی صدا کو سننا اور ان کی دعائیں قبول کرنا بڑا کام ہے پس اپنی غیبی امداد بھیجکر میری مدد کر اور میرا ملک و مال میرے دشمن سے واپس دلا۔ ایک لمحہ بعد بولا۔ افسوس میری دعا میں بالکل اثر نہیں۔ خدا نے مجھے فراموش کر دیا۔ ہائے اب میں کہاں سے مدد مانگوں۔

(غمگین ہوکر) اے شیطان تو ہی اس مایوسی کے وقت مددگار ہے یہ کہکر خاموش ہو گیا۔ لیکن اسے فوراً محسوس ہوا کہ گویا کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہے۔ اس نے منہ اُٹھا کر دیکھا۔

رات کی تاریکی کے اندر ایک طویل شکل اُس کے قریب کھڑی ہوئی ہے جو سیاہ پوش تھی۔ اسکے دیکھنے سے خواہ مخواہ خوف آتا تھا۔ تاہم اس

کے چہرے کے نقش و نگار خوبصورت تھے۔ بادشاہ نے اسے دیکھا اور فوراً اس کے دل میں خیال آیا کہ میری دوسری دعا قبول ہو گئی شیطان میری مدد کے لئے آ گیا۔

شیطان بولا۔ تو مجھ سے مدد چاہتا ہے۔ بول تیری کیا خواہش ہے مگر جلدی کیونکہ وہ تیرے ظالم دشمن کی فوجیں ادھر ہی کو بھاگی آ رہی ہیں۔

ولیم نے ادھر دیکھا تو دشمن ادھر ہی کو پلٹ رہا تھا۔ پس وہ عاجزی سے بولا۔ اے غیب کے شہزادہ میری آرزو بس یہی ہے کہ مجھے میرے دشمن سے بچا۔ میرا ملک و مال واپس دلا۔ اس کے عوض میں رات دن تیری پرستش کرونگا۔

شیطان اسے جھڑک کر بولا چپ رہ احمق میں تیری پرستش کا بھوکا نہیں ہوں؟

ولیم نے سوال کیا۔ تو پھر آپ کس شرط پر میری امداد کر سکتے ہیں جلد ارشاد ہو دشمن قریب آ رہا ہے۔

شیطان بولا۔ میری شرط یہ ہے کہ اپنا پہلا بیٹا میری نذر کر دے! دیکھ اگر انکار کرے گا تو میں تیری مدد نہیں کرونگا۔ وہ دشمن کی فوجیں چلی آ رہی ہیں۔

ولیم نے اس کی شرط منظور کر لی۔

بادشاہ نے جوش میں شیطان کی شرط مان تو لی۔ اور پختہ عہد بھی اس سے کر لیا مگر بعد کو وہ اپنی غفلت پر بہت ہی پشیمان ہوا اور رہ رہ کر افسوس کرنے لگا۔ مگر یہ سب بے سود تھا۔ اب وہ پورے طور سے شیطان کے قابو میں تھا۔

شیطان اُسے اٹھا کر شہر پناہ کے دروازہ پر لے گیا۔ اس مقام پر بادشاہ کی ہزیمت خوردہ فوج مضطربانہ شہر میں داخل ہو رہی تھی۔ شیطان کی ہدایت کے مطابق ولیم نے باآواز پکارا۔ اے بہادر سپاہیو! اے میرے بھائیو۔ دم کی دم ٹھہرو۔ اور اپنے بال بچوں اور اپنی عزت کا خیال کرو۔

سپاہیوں نے اس آواز کو پہچانا۔ یہ آواز ان کے بادشاہ کی تھی پس ان کے قدم آگے نہ بڑھ سکے اور یہ وہیں جم گئے۔ ان سب کے چہروں پر شجاعت کی سُرخی نمایاں ہو گئی تھی۔

اب بادشاہ نے للکارا۔ اے بہادرو پھر کوشش کرو۔ اگر تقدیر نے یاوری کی تو ہم فاتح اور دشمن مفتوح ہو گا۔

سپاہی جمع ہو گئے۔ بادشاہ نے ان کی صف بندی کی۔ فوج بہت بڑھ گئی تھی ہر طرف فوج ہی فوج نظر آتی تھی۔ ولیم شیطان کی اس امداد سے خوش ہو رہا تھا۔

شیطان خود ایک مشکی پر سوار بادشاہ کے ہمرکاب موجود تھا۔ جنگ شروع ہوئی۔ تو اُسنے میدان میں بڑھ بڑھ کے ہاتھ دکھائے۔

ولیم کو پہلے ہی سے اپنی کامیابی کا یقین تھا۔ وہ دل میں کہہ رہا تھا کہ فرزند خاک آتشین شہزادہ کی ہمسری کب کر سکتا ہے۔ مشاہدہ نے اس کی تصدیق بھی کر دی۔ شیطان نے ایک ایک ہاتھ میں سینکڑوں کا صفایا کر دیا

صبح سے جنگ شروع ہوئی۔ اور دم بدم خونریزی زیادہ ہوتی گئی۔ ہر طرف لاشے ہی لاشے نظر آتے تھے۔ سروں کے ڈھیر لگ گئے تھے۔ شام ہوئی۔ اور دشمن کی فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ چنانچہ وہ بھاگ کھڑی ہوئی الغرض ولیم کو نمایاں فتح ہوئی۔ اور اس کا غنچہ دل کھل گیا۔

شاہ ولیم مظفر و منصور شہر میں واپس آیا۔ اہل شہر نے بڑی خوشی منائی۔ تمام شہر روشنی سے بقعہ نور بن گیا ہر طرف چہل پہل نظر آتی تھی۔ لوگ دو رویہ کھڑے ہو کر فتح کی مبارک باد دے رہے تھے۔ شاہ ولیم کو بھی اس فتح کی کچھ کم خوشی نہ تھی وہ جامہ میں پھولا نہ سماتا تھا۔ کیونکہ وہ یہ بالکل بھول گیا تھا۔ کہ اس فتحیابی کا باعث کون ہوا ہے اور اس کا معاوضہ کیا دینا پڑے گا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اب شیطان اسے وہاں نظر نہ آتا تھا۔

باب چہارم

تلافیٔ مافات

شاہ ولیم نے کاروبار سلطنت بذات خاص سنبھالا۔ سلطنت کے ہر صیغہ کا انتظام کیا۔ رعایا کی ہر طریق سے دلجوئی کی۔ اور ان مصروفیوں میں اُسے بالکل خیال نہ تھا کہ آیا وہ کبھی شیطان سے ملا۔ اور اس کے ساتھ کچھ وعدہ وعہد کیا ہے۔

بادشاہ نے حکم اوزیر جیمز اور اس کے متعلقین کو جلاوطنی کی سزا دے کر عبرت انگیز سزائیں دیں۔ اور ان کی بجائے اپنے دربار میں ایماندار ہوشیار اور تجربہ کار اہلکاروں اور خیر دل کو منصب عطا کئے۔ جیکب کو وزیر اعظم کا قلمدان عنایت کیا۔

اس تغیر و تبدل اور اصلاح سے اس کو بہت خوشی ہوئی اور

اس نے کئی طرح سے اطمینان اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ کامل دو سال تک بعنوان شائستہ حکومت کرتا رہا جس سے ملک سرسبز ہوا آبادی میں زیادتی ہوئی اور لوگ گذشتہ تکالیف و مصائب کو بالکل بھول گئے۔ اور بادشاہ سے اس قدر خوش ہوئے کہ رات دن اسی کا کلمہ پڑھنے لگے۔ ایک روز وزیر نے بادشاہ کی شادی کا ذکر چھیڑا۔ اس وقت دیگر مشیر بھی موجود تھے۔ ان سب نے تائید کی اور کہا کہ کتخدائی بیشک ضروری ہے۔ کہ وارث تاج و تخت اس دنیا میں آئے۔

لیکن بادشاہ نے یہ بات منظور نہ کی۔ چنانچہ اس کے متعلق کئی حیلے پیش کئے۔ وہ انکار کرتا گیا۔ اس کے وزرا و امرا کو بڑی حیرت ہوئی اور ان کو ایک گونہ فکر ہوگیا۔

بادشاہ کو شیطان کی ملاقات کا واقعہ اور اپنا عہد و پیمان کبھی کبھی یاد آجاتا تھا۔ لیکن وہ یہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ محض میرا وہم اور خیال ہے۔ اس واقعہ کی کوئی اصلیت نہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ شادی کے نام سے کوسوں بھاگتا تھا۔ حتے کہ اس نے حکم دیا کہ اس کے سامنے بھی کوئی شخص شادی کا ذکر بھی نہ کرے۔

خیرخواہان سلطنت نے اس بات کو حیرت کے کانوں سے سنا۔ اور افسوس کیا اور اس تدبیر میں لگ گئے۔ کہ کسی طرح بادشاہ کو اس خیال سے باز رکھیں اور اسے شادی کرنے پر آمادہ کریں۔ انہوں نے اس بارہ میں کئی بار اصلاح و مشورہ کیا۔ حتے بالآخر انہوں نے ایک تدبیر ڈھونڈ نکالی۔ اور ان کو یقین ہوگیا کہ جب یہ خیال عمل میں آئے گا تو بادشاہ کے خیالات ضرور بدل جائیں گے اور وہ یقیناً شادی کرنے پر آمادہ ہو جائیگا۔

باب پنجم

نگارخانہ چین

آج وزیر اعظم نے بادشاہ ولیم کی دعوت کی ہے۔ دیگر اراکین سلطنت بھی مدعو کئے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب ابھی ابھی اکل وشرب سے فارغ ہوئے اور باہم بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

ایک وزیر بولا۔ جناب من آپ کا مرقع خانہ بے نظیر ہے۔ جو بیش قیمت تصاویر آپ نے مہیا کی ہیں۔ شاید دنیا بھر میں نہ ہوں۔

دوسرا بولا۔ نگارخانہ چین کا نام تو کہانیوں میں باقی رہ گیا ہے لیکن ان کا تصویر خانہ واقعی نگارخانہ چین ہے۔

یہ سنکر ولیم بول اُٹھا۔ تو پھر اس جانب کو بھی دکھایا جائے۔ ہم بھی دیکھیں کہ کیسے کیسے حسن کے نمونے اس میں موجود ہیں۔

وزیر اعظم نے دست بستہ عرض کی بسر وچشم۔ جو تصویر حضرت کے پسند آئے گی وہ بصد ادب نذر کرونگا۔

بادشاہ کے الفاظ نے تمام اراکین سلطنت کو مسرور کر دیا۔ اس کی وجہ آگے چلکر معلوم ہوگی۔

الغرض بادشاہ اور تمام اراکین سلطنت وزیر کے مرقع خانہ کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔

یہ تصاویر وزیر نے بڑی جد وجہد اور زر کثیر سے بہم پہنچائی تھیں چابک دست مصوروں کو دور دراز ملکوں میں یہ ہدایت دے کر روانہ کیا تھا۔ کہ وہ حسین سے حسین عورتوں کی تصاویر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بنائیں۔ ان سے انعام کثیر کا وعدہ کیا تھا۔ اور تصویروں کے لانے پر وعدوں کو بڑی سیرچشمی سے پورا کیا گیا تھا۔

غرضیکہ اس مرقع خانہ میں ایسی ایسی ہی تصاویر تھیں۔ جو تقریباً تمام دنیا کی حسین شہزادیوں اور نازک اندام امیرزادیوں کی تھیں۔ اور اس مرقع خانہ میں بڑے سلیقہ سے سجائی گئیں تھیں۔

دانشمند وزیر بادشاہ سلامت اور اراکین سلطنت کو اس نگارخانہ میں لے گیا۔ ولیم نے خاص شوق ومسرت سے ہر ایک تصویر کو غور و خوص سے دیکھا۔ اور مصوروں کی چابکدستی نیز صاحب تصاویر کے حسن کی تعریف کی۔ کاریگروں کی صنعت کی داد دی۔ حتےٰ کہ اس کی نگاہ ایک تصویر پر پڑتے ہی جم گئی۔

یہ تصویر ایک سیمیں رو جمیلہ شہزادی کی تھی۔ اور کچھ شک نہیں کہ اسکے دیکھنے سے مصور حقیقی کی اعلیٰ صنعت گری ظاہر ہوتی تھی۔ چنانچہ اس نے بے ساختہ وزیر سے سوال کیا۔ کیا واقعی ایسی پری جمال عورت دنیا میں موجود ہے۔

جب وزیر نے اثبات میں جواب دیا۔ بادشاہ بولا کہ میں اس کے ساتھ شادی کرنے کو تیار ہوں۔

یہ سنکر تمام اراکین سلطنت جامہ میں پھولے نہ سمائے۔ کیونکہ ان

سب نے یہ تدبیر ہی اس لئے کی تھی۔

وزیر اعظم نے کہا حضرت سلامت یہ نازنین دنیا کے پردہ پر موجود ہے یہاں سے صرف ایک منزل پر ہے یعنی شاہ سپین کی دختر نیک اختر ہے۔

بادشاہ نے کہا کیا شاہ اسپین اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کرنا پسند کرے گا۔

وزیر اعظم نے جواب دیا۔کیوں نہ کرے گا۔ یہ امر تو اس کے لئے باعث فخر ہوگا۔ ہم جان نثارانِ سلطنت اس بارہ میں کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے اور امید ہے کہ ہمیں یقیناً کامیابی ہوگی۔

بادشاہ وزیر اعظم کی ان باتوں سے بہت خوش ہوا۔ چنانچہ اُسے فوراً خلعت فاخرہ عطا کیا۔ وزیر اور دیگر اراکین سلطنت کو بھی واقعی مسرت ہوئی۔ کہ وارث تاج وتخت کے دنیا میں آنے کی تدبیر ہوئی۔

دوسرے روز وزیر اعظم نے ایک سفیر شاہ سپین کی خدمت میں بہت سے تحفہ وتحائف دے کر بھیجا۔ اور اس کو ہدایت کی کہ بعنوان شائستہ شہزادی خواستگاری کرے

جب یہ خبر شہر میں مشتہر ہوئی۔ کہ بادشاہ سلامت شادی کرنے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ بلکہ انہوں نے خود خواہش ظاہر کی ہے تو رعایا نے مسرت کا اظہار کیا۔

چند روز بعد قاصد خوشخبری لیکر واپس آگیا۔ اور مژدۂ وصال دیا اور اس کے آنے پر شادیانے بجے۔ اور دھوم دھام سے شادی خانہ

آبادی کے سازوسامان ہونے لگے۔

شیطان مجسّم

شام کا وقت ہے شاہ ولیم باغیچہ میں مغموم سے بیٹھے ہیں حالانکہ لونڈی ابھی ابھی ان کو یہ خوشخبری سنا گئی ہے کہ بیگم صاحبہ کا پاؤں بھاری ہے اور نخل امید میں ثمر آنے والا ہے۔

بادشاہ کی شادی کو پانچ ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے بیگم تصویر سے بہت زیادہ حسین ہیں۔ بادشاہ ان پر جان نثار کرتا ہے۔ اسی طرح وہ نیک بخت بھی اس کی صورت کی دیوانی ہے۔ ایک گھڑی اس کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتی۔

بایں ہمہ بادشاہ غمگین ہے بات یہ ہے کہ اس خبر کے سنتے ہی اسے شیطان کی بات کا خیال آ گیا ہے۔ اس میں شک نہیں وہ اپنی بیگم سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔ لیکن اس نے اب تک اس عجیب وغریب معاہدہ کا ذکر اس سے کبھی نہیں کیا تھا۔

وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ کہ دفعتہً اُسے کچھ کھٹکا سا ہوا۔ اس نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔ تو وہ جس کے خیال سے ڈر رہا تھا۔ وہی قریب کھڑا ہے۔ دراز قد سیاہ پوش۔

بادشاہ اسے دیکھکر بید کی مانند کانپنے لگا - اب اس کی آنکھ کھلی - چنانچہ وہ دل میں کہنے لگا - کہ شیطان والی بات محض میرا وہم نہ تھا - بلکہ وہ واقعہ تھا - پھر وہ دل ہی دل میں ایسی بیہودہ شرط کو یاد کرکے اپنی حماقت پر افسوس کرنے لگا - بادشاہ اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا - اسی طرح شیطان بھی بغیر آنکھ جھپکے اس کو گھور رہا تھا -

قفل خاموشی ٹوٹا اور شیطان بولا - چند ماہ بعد آپ کے ہاں خوشی ہونے والی ہے آپ تیار رہیں - کہ میں اپنا حق مانگنے آؤں گا -

یہ سنکر بادشاہ کا چہرہ زرد پڑگیا - اور وہ دلگیر آواز سے بولا - اے شیطان مجھ پر رحم کر -

شیطان نے بجلی کی طرح کڑک کر کہا - کیا رحم ہشت ! مجھ سے بھی کوئی شخص رحم کی توقع کرسکتا ہے -

اگر ایک بڑا بھاری اژدھا آدم کے کسی بیٹے کو اپنے جسم پر لپیٹ لے اور جب وہ مزیدار لقمہ کھانے کو منہ پھیلائے - تو وہ انسان اس سے رحم طلب کرے یا جب کوئی انسان سمندر میں غرق ہو رہا ہو - تو وہ لہروں سے درخواست کرے کہ - مجھے کنارے پر پہنچادے - تو کیا اس شخص کو رہائی مل سکتی ہے -

تیرا بھی حال ایسے ہی بیوقوفوں سا ہے میں اژدہا ہوں یا لہر اور میرے پاس تیرے لئے بلکہ کسی انسان کے لئے رحم نہیں ہے -

اس کے بعد بولا - ابھی شرط کے پورا ہونے میں کئی ماہ باقی ہیں - مگر تو ابھی سے اپنے قول و اقرار سے پھرا جاتا ہے - لیکن کیا تو نہیں جانتا کہ تیرے

عہد کا حرف حرف دوزخ کے رجسٹر میں آتشی قلم سے لکھا جا چکا۔

اچھا اب میں جاتا ہوں۔ اور جب بچہ پیدا ہوگا۔ اسوقت اپنا حق لینے کے لئے آؤں گا۔

یہ سنکر بادشاہ دل شکستہ ہو گیا۔ اور اس کے منہ سے نکلا۔

اُف! میں کیا خواب پریشاں دیکھ رہا ہوں۔

شیطان نے ایک قہقہہ لگایا۔ اور کہا۔ ارے سادہ لوح کیا تو ابھی تک اس بات کو خواب وخیال ہی سمجھے جا رہا ہے۔ اچھا لے میں تیرا شک رفع کئے دیتا ہوں۔ پھر تجھے یقین ہو جائے گا۔ کہ میری ملاقات اور شرط خواب وخیال نہیں بلکہ واقعی امر ہے۔

اب شیطان نے بادشاہ کی کلائی خوب زور سے اپنے ہاتھ میں پکڑی جس سے بادشاہ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ چنانچہ وہ درد سے بلبلا گیا۔ شور و فریاد سے باغ کو سر پر اُٹھا لیا۔

بادشاہ نے محسوس کیا گویا شیطان نے لوہے کا گرم کڑا اس کے ہاتھ میں پہنایا ہے۔ اس کے بعد ایک اور مکروہ شیطانی قہقہہ کی آواز سنائی دی جس کو سن کر بادشاہ بیہوش ہو گیا۔

باب ہفتم

خوف

کچھ دیر بعد بادشاہ نے آنکھ کھولی۔ اس نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا

مگر کوئی آواز نہ آئی نہ کہیں شیطان ہی نظر آیا۔ بلکہ اس کے خلاف اس کا سر اس کی پیاری بیگم کی گود میں رکھا ہوا تھا۔

بادشاہ نے دیکھا کہ بیگم اس کا خوف زدہ چہرہ دیکھ دیکھ کر سہمی جاتی ہے اس کی آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔ اور وہ محبت بھری نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی ہے۔ جب بادشاہ نے آنکھ کھولی۔ تو بیگم کو قدرے اطمینان ہوا۔ اور اس نے بادشاہ سے سوال کیا۔

میرے پیارے آخر کیا واقعہ ہوا۔ کہ آپ اس طرح بے ہوش ہو گئے تھے۔

بادشاہ نے ہوش و حواس درست کر کے کہا۔ کہ میری پیاری تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا کہ شاہ جوزف نے از راہ حسد ملک کے طمع میں ہماری سلطنت پر حملہ کیا۔ اور بدقسمتی سے ہماری فوج نے شکست کھائی۔

ملکہ۔ افسوس!

بادشاہ۔ غنیم نے دار السلطنت کا محاصرہ کر لیا۔ میں نے پھر فوج جمع کی اور شہر سے باہر نکلکر اس کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ از صبح تا شام موت کا بازار گرم رہا۔ لیکن بالآخر میری فوج کے قدم میدان سے اکھڑ گئے۔ اور تمام سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے اور میں فوج سے علیحدہ ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنی قسمت کو رونے لگا۔

ملکہ۔ آہ تقدیر آپ سے بُری طرح پھری۔

بادشاہ۔ بیشک۔ تقدیر مجھ سے بہت ہی بُری طرح پھری۔ خیر میرا جسم تمام دن کی جنگ و جدل سے تو چکنا چور ہو ہی رہا تھا۔ اس پر

شکست کھانے کی شرم اور طرہ یہ کہ مجھے زندگی وبال جان ہو رہی تھی ہوش
وحواس جواب دے رہے تھے دل بالنسوں اوچھل رہا تھا سر چکرا رہا تھا
دماغ بری طرح پریشان تھا۔ مگر عین اسی مایوسی میں ایک شعلۂ امید چمکی۔
ملکہ۔ خدا کا شکر ہے۔
بادشاہ۔ بیگم اس امید سے مجھے مایوسی ہی اچھی تھی۔ اس لئے کہ اس
وقت ایک ایسا شخص میرے پاس آیا۔ اُس نے میری امداد کی جس کی امداد
مجھے ہرگز نہیں لینی چاہئے تھی۔
ملکہ۔ وہ کون تھا۔ جس نے آپ کی امداد کی۔
بادشاہ۔ میرا نجات دہندہ دشمن ابن آدم تھا۔
ملکہ۔ کیا شیطان ہے۔
بادشاہ۔ ہاں وہی دشمن ایمان۔ میرے پاس آیا۔ اور اس نے
مجھے اپنی امداد کے دام فریب میں پھنسایا۔ کیونکہ میں خدا کی امداد سے
مایوس ہو گیا۔ اور شیطان سے طالب امداد ہوا تھا۔ شیطان نے میری امداد
کی۔ میرا دشمن مغلوب ہوا۔ اور میری سلطنت دوبارہ میرے قبضہ میں آ
گئی۔ مگر آہ آہ۔ اسکے معاوضہ میں مجھے جو قیمت ادا کرنی پڑی یعنی شیطان
سے جو عہد کرنا پڑا۔ اسکے خیال ہی سے میرا دل کانپا جاتا ہے۔
یہ سُنکر ملکہ بے چین ہو گئی۔ اور ایک لمحہ بعد بولی۔ کہ یہ تمام
قصہ مجھے سناؤ۔ تاکہ ممکن ہو تو کسی تدبیر سے اس کی تلافی کی جاوے۔
بادشاہ۔ اس کم بخت نے یہ شرط کی۔
بادشاہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو

بھر آئے اور گلا بند ہو گیا۔

دو منٹ تک ملکہ اُسکی حالتِ زار مایوسی سے دیکھتی رہی۔ پھر بولی پیارے خدا کے لئے اپنے دل کو سمبھالو۔ ہاں کیا شرط کی تھی۔

بادشاہ نے کہا کہ میں اپنا پہلا بچہ اس کی نذر کروں۔

یہ سنکر ملکہ خوف سے کانپنے لگی۔ اور بادشاہ سے لپٹ گئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد سنبھل کر بولی۔ پیارے یہ تمہارا بالکل وہم اور خیال ہی خیال ہے۔

بادشاہ نے جواب دیا۔ ہاں میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں شکست خوردہ مفرور فوج کو میں نے ہی واپس بلایا تھا۔ اور میری ہی بہادری کے جوش نے مجھے دشمن پر کامیاب کیا تھا۔ شیطان نے کچھ نہیں کیا لیکن اس روز سے میرے دل میں شیطان کا خیال جاگزین ہے۔ اور کئی بار مجھے یقین ہو رہا ہے کہ شیطان کی ملاقات کا واقع صحیح ہے۔

ملکہ نے اپنے پیارے شوہر کی تسلی کرتے ہوئے کہا نہیں پیارے کوئی بات نہیں ہے۔ یہ محض وہم ہے۔ بھلا شیطان کو کیا پڑی تھی۔ کہ وہ تم کو مدد دیتا۔ اور تمہارے ساتھ شرط کرتا۔ اجی یہ خیال ہی خیال ہے اس کی اصلیت کچھ بھی نہیں۔

بادشاہ نے جواب دیا۔ خیر کچھ ہو مگر آگے کا قصّہ تو سنو۔

ملکہ۔ کہو۔

بادشاہ۔ پیاری جب میں نے تمہاری امیدواری کی خبر سنی تو مجھے بے انتہا خوشی ہوئی۔ لیکن جب شیطان کا خیال آیا۔ تو میری

مسرت غم سے بدل گئی۔ میں نے سخت افسوس کیا۔ مجھے سخت ندامت ہوئی۔ میں اسی مایوسی کی حالت میں باغ میں چلا آیا۔ میں یہاں بیٹھا اپنی قسمت کو رو رہا تھا۔ کہ شیطان میرے پاس آموجود ہوا اور اس نے مجھے اپنی شرط یاد دلائی۔ میں نے اس سے رحم کی درخواست کی۔ مگر اس نے مجھے جھڑک دیا۔

ملکہ۔ آہ۔ کیا پیارے تم اسی وجہ سے بیہوش ہو گئے تھے۔

بادشاہ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ اس وقت شیطان نے میری کلائی کو زور سے پکڑا تھا۔ تاکہ میں پھر اس واقعہ کو خواب وخیال اور وہم نہ سمجھوں۔

یہ کہتے کہتے بادشاہ نے کلائی کو غور سے دیکھا مگر اس کے ساتھ ہی غش کھا کر گر پڑا۔ ملکہ بھی حواس باختہ ہوگئی۔ اور زار زار رونے لگی۔ مگر جب ذرا وہ سنبھلی تو اس نے بادشاہ کی کلائی کو بغور دیکھا لیکن یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ کلائی پر ایک سیاہ حلقہ موجود ہے۔

اب تو ملکہ کو بھی یقین آگیا شیطان والی بات خواب وخیال نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔ شیطان نے ضرور مدد دی ہے اور شرط کی ہے۔

بڑی مشکل سے بادشاہ کو ہوش آیا۔ اور دونوں کو شیطان کی بات کا یقین ہوگیا۔ اور وہ اپنی بدبختی پر آنسو بہاتے رہے۔

آخر کار دونوں محل کو روانہ ہوئے اور چارہ کار دبا عمل سوچنے لگے۔

نیک مشورہ

محل کے اندر بادشاہ بیگم اور پادری سموئیل مغموم بیٹھے ہیں بادشاہ نے آنے والی مصیبت کا قصہ پادری صاحب کو جو بڑے نیک اور پارسا ہیں سنایا ہے اور وہ سوچ رہے ہیں کہ اس کا تدارک کس طرح کریں۔ بادشاہ اور ملکہ نے اسی غرض سے انہیں بلوایا ہے۔

بادشاہ نے قفل خاموشی کو توڑ کر کہا۔ ہم دونوں کو یقین ہے۔ کہ حضرت ہمیں اس بلا سے چھڑانے کی ضرور کوئی نہ کوئی تدبیر نکالیں گے بیگم بولی۔ میں واقف ہوں۔ کہ حضرت بہت سی ایسی باتیں جانتے ہیں جن کی عوام کو خبر نہیں۔ خدا کے لئے کوئی تدبیر سوچیئے میں عمر بھر آپ کی لونڈی بنی رہوں گی۔

یہ سنکر پادری صاحب بولے۔ خدائے تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیئے وہی ہمیں اس مصیبت سے نجات دے گا۔

پادری صاحب دوزانو بیٹھ گئے۔ اور انہوں نے نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ دعا کی۔ بادشاہ اور ملکہ بھی شریک ہوئے۔ اور کوئی نصف گھنٹہ تک روحانی سرور سے لذت آشنا رہے بادشاہ اور ملکہ نے محسوس کیا کہ ان کے دل سے بہت کچھ بار ہلکا ہو گیا ہے۔

پادری صاحب بولے غالباً ہماری دعا قبول ہوئی۔ کیونکہ ایک تجویز میرے ذہن میں آئی ہے کیا عجب ہے۔ کہ خدا کا فرشتہ ہی آ کر میرے کان میں آ کر پھونک گیا ہو۔

یہ سُنکر بادشاہ اور ملکہ ہمہ تن گوش ہو گئے۔

پادری صاحب بولے۔ میرے پیارے بچو۔ اب میں جو کچھ کہوں۔ غور سے سنو۔ تم نے اپنا پہلا بچہ شیطان کو نذر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور شیطان اس کا ضرور دعویٰ کرے گا۔ آہ جب وہ بچہ شکم مادر میں بھی نہیں آیا تھا۔ کہ اس کے باپ نے کئی سال پہلے اسے شیطان کی نذر کرنے کا اقرار کیا تھا۔ پس جس عہد کے ذریعہ سے بچہ شیطان کی نذر قرار دیا گیا ہے۔ ولیم اسی ذریعہ سے اس بچے کو خدا کی نذر کر سکتے ہیں۔ پس جب وہ بچہ خدا کا کہلائے گا۔ تو خدائی نور کی تجلی تاریکی پر غالب آ جائے گی۔ اور شیطان مغلوب ہو جائے گا۔ مجبور ہو جائے گا۔ اور آپ کا بچہ اس طریق سے شیطان کے پنجہ سے آزاد ہو جائے گا۔

یہ سنکر بادشاہ اور ملکہ کو گونہ اطمینان ہو گیا۔

پادری بولا۔ شاید تم میرا مطلب ابھی نہیں سمجھے۔ سنو اگر تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس سے خدا پرست پادریوں کی خدمت کرانا۔ اور رات دن عبادت و ریاضت میں مصروف رکھنا۔

ملکہ نے بیچین ہو کر سوال کیا۔ اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو!

پادری صاحب نے جواب دیا۔ تو اسے گرجا کی کسی خانقاہ میں بھیج دینا وہ بھی وہاں خدا کی عبادت کرے گی۔

ایک لمحہ بعد بادشاہ بولا لیکن میری رعیت ۔تخت و تاج کے وارث کو نہیں چھوڑے گی ۔

پادری نے جواب دیا ۔ یہ آپ کے اختیار کی بات ہے آپ میری تدبیر پر عمل کریں یا رعایا کا کہنا مانیں ۔

ملکہ آب دیدہ ہوگئی ۔ اور دو منٹ بعد بادشاہ سے مخاطب ہوئی میرے پیارے حضرت کی بات کو نہ ٹالئے ۔ بلکہ ان کی نصیحت کو قبول کر کے اوسپر عمل کیجئے ۔ کیونکہ اس مصیبت سے نجات پانے کی صرف یہی صورت ہے ۔

بادشاہ نے ملکہ کی دلجوئی کرتے ہوئے جواب دیا ۔ پیاری بیگم مجھے تمہارا کہنا بسر و چشم منظور ہے ۔ مگر خوف ہے کہ کہیں اس جھگڑے میں تاج و تخت سے ہاتھ نہ دھونا پڑے ۔

بیگم نے بیچین ہوکر جواب دیا سلطنت رہے یا جائے ۔ خواہ ہمیں گداگری کرنی پڑے مگر ہم اپنا بچہ شیطان کی نذر ہرگز نہیں کرینگے ۔

یہ سنکر بادشاہ چپ ہوگیا ۔ پادری صاحب خاموشی کو نیم رضامندی سمجھے ۔ چنانچہ انہوں نے کہا ۔ آؤ ہم تینوں خدائے کریم کی درگاہ میں دعا کریں ۔

یہ کہکر اس نے بہ خضوع و خشوع دعا کی ۔ پادری کے کلمات کو بادشاہ اور بیگم نے دہرایا اور اپنے پہلے بچہ کو خدا کی نذر کرنے کا عہد کیا ۔

ابھی یہ لوگ فارغ نہیں ہوئے تھے ۔ کہ ایک غیر معمولی واقعہ رونما ہوا ۔ ان لوگوں نے محسوس کیا ۔ کہ کوئی بڑا پرندہ محل میں گھس آیا

ہے۔ لیکن یہ صاف نظر نہ آتا تھا۔ ایک وہم سا تھا۔ کمرہ پہلے کی نسبت کسی قدر گرم زیادہ ہو گیا۔ شمع کی روشنی بھی ماند پڑ گئی۔ آخر میں ایک خوفناک قہقہ کی آواز آئی۔ گویا کوئی دیو یا بھوت یا شیطان ان لوگوں کا مذاق اڑا رہا ہے۔

یہ دیکھکر ملکہ اور بادشاہ سہم گئے۔ اور پادری بھی متفکر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ بہرحال اُنھوں نے بیگم اور بادشاہ کی تسلی کی کہ آپ خدا پر بھروسہ رکھیں۔

باب نہم

خوشی اور غم توام

آج شاہ ولیم کی رعایا جامہ میں پھولی نہیں سماتی۔ شہر کی آئینہ بندی ہو رہی ہے ہر طرف ناچ رنگ کی محفلیں جمی ہوئی ہیں۔ لوگ ایکدوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ کیونکہ آج ولیعہد سلطنت اس دنیا میں آنے والا ہے۔

امرائے سلطنت اور رعایا۔ بڑی بڑی تیاریوں میں مصروف ہے۔ ملکہ کے وضع حمل کا وقت بہت قریب ہے۔ ملکہ کو پادری صاحب کی کارروائی سے شیطان کا خوف بالکل کم ہو گیا ہے۔ اور اس لئے وہ خوش و خرم ہے۔ مگر بادشاہ کو مصیبت کے ٹل جانے کا یقین نہیں۔ اس وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا ہے اور حد درجہ مغموم ہے لیکن

بظاہر خوش ہے یعنی اس وجہ سے کہ ملکہ نہ گھبرا جائے۔ اور اُسے صدمہ نہ ہو۔

شیطان کے واقع اور نذر معبود کرنے کی کارروائی سے سوائے ان تینوں آدمیوں کے اور رعایا میں سے کوئی شخص اُس سے واقف نہ تھا۔ اس لئے تمام امرا وزرا نذریں لئے در دولت پر حاضر ہوئے۔

آخر خدا خدا کر کے مشکل آسان ہوئی اور بیگم کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا بادشاہ کو سخت صدمہ ہوا مگر خاموش رہا۔ جب امیروں اور وزیروں نے نذریں پیش کیں۔ اور مبارک باد دی تو بادشاہ اپنے دل میں رنج و غم کو بڑی ہی مشکل سے ضبط کر سکا۔ تاہم اس کا غم لوگوں کی نظروں سے بھی پوشیدہ نہ رہا۔ لیکن ان لوگوں نے اس کی وجہ صرف لڑکی کی پیدائش سمجھی۔

کچھ دیر بعد پادری صاحب آگئے۔ بادشاہ نے تخلیہ میں ان سے گفتگو کی۔ بادشاہ افسوس کر کے بولا۔ آہ مجھے اس لڑکی کی پیدائش کی بالکل خوشی نہیں۔ ہائے میں نے کیسی حماقت کی۔ کہ معصوم دنیا میں آنے سے پہلے ہی اسے خانقاہ اور گرجا میں بھیجنے اور تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا عہد کیا۔ اُف میں بڑا ہی بدنصیب ہوں۔ اُف جب وہ ہوش سنبھالے گی۔ اور اپنی سرگذشت سُنے گی۔ تو وہ مجھے سنگدل سمجھ کر کس قدر ملامت کرے گی۔

پادری صاحب نے بادشاہ کی تسلی کی۔ اور کہا شہزادی آپ کو ہرگز بُرا نہ سمجھے گی۔ آپ اُسے بچپن ہی سے پردہ میں رکھئے کہیں آنے

جانے نہ دیجئے۔ اور اسکے سامنے ہمیشہ خدا کی تعریف کے گیت گاتے رہئے
پس اس کی طبیعت عبادت و ریاضت کی طرف مائل ہو جائے گی۔ اور
اسے خانقاہ میں جانے میں تامل نہ ہوگا۔

بادشاہ بولا۔ آہ کیا یہ ظلم نہیں کہ ہم تو عیش و عشرت میں زندگی بسر کریں
اور وہ تارک بنکر فقیر بنے۔

پادری یہ سُنکر قدرے خفا ہو گئے۔ اور بولے یہ بات پہلے سوچنے کی تھی
بادشاہ معذرت خواہ ہو کر بولا۔ حضرت! میں یہ نہیں کہتا کہ میں اپنی
بیٹی خدا کی نذر نہ کروں بلکہ مجھے شیطان کی طرف سے اب بھی خوف ہے۔
پادری نے اس کی تسلی کی اور کہا کہ آپ مطمئن رہیں۔ میں اپنے مکان
پر جاکر دعا کرتا ہوں۔ وہ یہ کہکر چلا گیا۔

جب بادشاہ تنہا رہ گیا تو اس نے محسوس کیا کہ گویا کسی نے اسکے
شانہ پر زور سے ہاتھ رکھا ہے۔ بادشاہ فوراً پہچان گیا کہ کس کا ہاتھ ہے
مگر جرأت نہ ہوئی کہ آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھے چنانچہ اس نے گردن جھکا
لی۔

آنے والا غصہ آمیز آواز سے بولا۔ اے بدبخت تو نے ضرورت اور
بیکسی کے وقت مجھ سے مدد مانگی۔ اور میں نے تیری مدد کی۔ مگر معلوم ہوتا
ہے کہ اب تو شرط پوری کرنا نہیں چاہتا۔ تو بڑا بے غیرت اور بے شرم ہے
ایک پادری کے بہکانے میں آکر تو نے اپنا بچہ کسی اور کی نذر کر دیا لیکن
میں اپنے حصّہ کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ اب تو میں نہیں لے جاؤنگا۔ البتہ کسی
اور کے ذریعہ سے انسان سے اپنا بغض و حسد نکالوں گا۔

بادشاہ کے منہ سے نکلا۔ تو ابھی کچھ امید ہے۔

شیطان نے حقارت کے لہجہ سے جواب دیا۔ امید! اور چند روزہ جینے والا فانی انسان اس بے معنی لفظ کو ہزاروں بار اپنی زبان پر نہ لاتا ہے اور لاکھوں مرتبہ مایوسی کے چکر میں پڑتا ہے۔

اس کے بعد بولا۔ خیر مجھے ان باتوں سے کیا تعلق! ہاں اب تم میری بات گوش دل سے سنو۔

بادشاہ یہ سنکر گھبرا گیا۔

شیطان بولا۔ میری بات سُن۔ اگر اس میں تجھے امید نظر آئے۔ تو اپنا دل خوش کر لے۔ ابھی اس لڑکی کی پرورش کر۔ چند روز بعد معلوم ہو جائے گا کہ یہ مال میرا ہے۔ یا اس کا جس کا نام لینا میں پسند نہیں کرتا مگر یاد رکھ کہ یہ لڑکی حسن میں آفتاب و ماہتاب کو شرمانے والی ہوگی۔ تو اس کا نام شیطانیہ رکھنا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ وہ دختر شیطان ہے

یہ سنکر بادشاہ ڈر گیا۔ اور خوف سے اس کا بدن کانپنے لگا۔

شیطان بولا۔ کیا تو میرا حکم مانتا ہے یا بچہ کو ابھی جا کر اُٹھا لاؤں اور اپنا دل ٹھنڈا کروں۔

بادشاہ مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کی زبان سے بیساختہ نکلا۔ آپ بچہ کو ابھی ہاتھ نہ لگائیں۔ میں آپ کے حکم کی حرف بحرف تعمیل کرونگا اور اس کا نام شیطانیہ رکھوں گا۔

یہ سنکر شیطان خوش ہو گیا اور بولا۔ اس لڑکی سے مجھے بہت بڑا فائدہ پہنچے گا۔ میں اس کے ذریعہ سے بہت سی روحوں کو دوزخ

میں پہنچاؤں گا۔

بادشاہ حیرت سے شیطان کا منہ تک رہا تھا۔ مگر خوف سے اس کی زبان بند ہو گئی تھی۔ اور اس کے منہ سے ایک حرف نہ نکل سکتا تھا۔

شیطان بولا یاد رکھ کہ شیطانیہ غیر معمولی حسین ہو گی۔ بہت سے شہزادے اسکے حسن پر مفتون ہونگے اور شادی کا پیغام بھیجیں گے۔ وہ یہی کہے گی۔ کہ میں شیطان کے قابو میں ہوں۔ پہلے جا کر اسے مغلوب کرو وہ لوگ ہم سے لڑنے آئیں گے۔ تو میں ان کے جسموں اور ارواح کو اپنے قابو میں لاؤں گا۔ حتیٰ کہ اس لڑکی کی بدولت میری سلطنت خوب آباد ہو جائے گی۔

اس کے بعد شیطان بولا۔ گو انسان کو اپنی جان بہت پیاری ہے مگر جب وہ عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ شیطانیہ کی آنکھوں میں وہ جلوہ ہو گا کہ انسان اسے دیکھکر دیوانے اور اسکے شمع رخسار کے پروانے بن جائیں گے۔

بادشاہ غمگین ہو کر بولا۔ یہ تو بڑا ظلم ہو گا۔ آپ مجھ پر رحم کیجئے۔ کہ میرا بچہ آپ کی شیطانی حرکات سے محفوظ رہے۔

شیطان یہ سنکر بگڑ گیا۔ اور گرج کر بولا۔ اب اسکو اپنا بچہ مت کہو وہ میرا اور صرف میرا ہے اور اس کا نام دختر شیطان ہے۔

بادشاہ افسوسناک لہجہ میں بولا۔ کیا وہ کسی تدبیر سے تمہاری قید سے نجات نہیں پا سکتی۔

شیطان نے کہا۔ ہرگز نہیں۔

اس کے بعد شیطان وہاں سے چلا گیا۔ اور بادشاہ سجر مایوسی میں غوطے کھاتا چھوڑ گیا۔ معاً بادشاہ کی نظر کلائی پر پڑی۔ تو سیاہ نشان اب تک موجود تھا۔ اس سے وہ اور بھی سہم گیا۔

باب دہم
شیطانی کارستانی

واقعہ مذکورہ باب گذشتہ کے تیسرے روز بادشاہ ولیم بہت گھبرایا تو پادری صاحب کے مکان پر پہنچا۔ کنڈی کھٹکھٹائی۔ مگر اسکو کوئی جواب نہ ملا۔ کواڑوں کو دھکا دیا۔ تو وہ آسانی سے کھل گئے۔ اندر سے کنڈی نہیں لگی ہوئی تھی۔ یونہی بند ہو رہے تھے۔ بادشاہ نے اندر قدم رکھا مگر اس کی آنکھوں نے جو کچھ دیکھا اُسے دیکھ کر زمین اسکے پاؤں سے نکل گئی۔

اس نے اول تو خیال کیا کہ شاید وہ کوئی خوفناک خواب دیکھ رہا ہے مگر جب اُسے بیداری کا یقین ہو گیا۔ تو اس کا جسم بید کی طرح سے تھرتھر کانپنے لگا۔

زمین پر خون بہ رہا تھا۔ دیواروں پر بھی سُرخ رنگ کی چھینٹیں تھیں۔ اسکے علاوہ انسانی اعضا علیحدہ علیحدہ کٹے پڑے تھے۔ سر کہیں دھڑ کہیں۔ ہاتھ کہیں۔ پاؤں کہیں۔ بے رحم قاتل نے آنکھیں بھی چشم خانہ سے نکالکر باہر پھینکدی تھیں۔ اس نظارہ سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ

یہ قتل نہایت ہی سنگ دلانہ طریق سے کیا گیا ہے۔
بادشاہ کو یہ پہچاننے میں ذرا بھی دقت نہیں ہوئی۔ کہ اس سنگدلی سے بیشک پادری کے سوا کسی اور کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ واقعی یہ اسی کی لاش کے ٹکڑے تھے۔
بادشاہ کو یہ دیکھکر سخت صدمہ ہوا۔ پادری اول تو فرشتہ خصلت پھر بادشاہ کا خیر خواہ اور ہمدرد۔ ولیم دیر تک کھڑا ہوا روتا رہا۔
پادری کا سنگدل قاتل کون ہے۔ یہ سوال بادشاہ کے دل میں پیدا ہوا اور خود ہی اس کے دل نے جواب دیا۔ کہ میری رعایا کے کسی فرد کی اتنی مجال نہیں۔ کہ وہ ایسی حرکت کرے۔ پس یہ کام شیطان ہی کا ہے۔ اور وہ پرسوں مجھ سے یہ کہہ چکا ہے۔ بادشاہ کو اس خیال نے بڑا ہی یوس کیا۔ کیونکہ قاتل وہ تھا جس سے وہ بدلہ لینے پر قادر نہ تھا۔
بادشاہ سخت حیران و پریشان تھا۔ اسکا دماغ پراگندہ اور خیالات منتشر تھے سر چکرا رہا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے اس نے ارادہ کیا کہ شور کرے کہ پادری کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے مگر اس نے دل میں کہا۔ کہ اس کا قاتل تو شیطان ہے۔ کوئی آدمی نہیں۔ پھر شور کرنا بے فائدہ ہے۔ اور چونکہ قاتل کے ملنے کی امید نہیں اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض لوگ قاتل مجھے ہی سمجھیں۔ ان مصلحتوں سے بادشاہ نے اس واردات کے مخفی رکھنے ہی کا ارادہ کیا۔
اس نے دل میں یہ بھی ارادہ کر لیا۔ کہ اپنی بیگم سے بھی اس کا ذکر نہ کرے ورنہ وہ خاموش نہ رہ سکے گی۔ اس لئے راز بیگم سے پوشیدہ

رکھنے کا ارادہ کیا۔ اور کہا کہ یکا یک غائب ہو گیا۔ اور شاید کہیں باہر گیا ہے۔

بادشاہ دل میں یہ طے کر کے آگے بڑھا۔ اور اس نے اعضا بریدہ کو اکٹھا کر کے یکجا کیا۔ پھر انہیں ایک تھیلے میں بھرا۔ اور تھیلا کندھے پر رکھ کر چور دروازہ سے باہر نکل کر باغ کی طرف گیا۔

باغ میں پہنچا۔ تھیلے کو ایک طرف رکھ کر گڑھا کھودنے میں مصروف ہوا اور اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اس میں اسے بہت دیر لگی کیونکہ وہ ایسے کاموں اور محنت کا عادی نہ تھا۔ اب چاروں طرف چاندنی پھیل گئی تھی۔ بادشاہ کے دل میں یک بیک خوف پیدا ہو گیا۔ کہ کوئی آدمی یہاں نہ آجائے اور یہ دیکھ نہ لے۔

اس خیال سے اس نے گڑھا کھودنا موقوف کیا۔ اور تھیلے کو کندھے پر رکھ کر ایک جانب کو چلا۔ اور باغ کو ختم کر کے دریا کی طرف بڑھا تاکہ اس امانت کو دریا کے حوالے کر دے۔

عین اسوقت جب وہ تھیلا دریا میں ڈالنا چاہتا تھا۔ کہ اُسے کچھ کھٹکا ہوا۔ اُس نے آنکھ اُٹھا کر سامنے دیکھا۔ تو درختوں کے اندر سے ایک شخص نے چہرہ نکالا۔ اور بادشاہ کو گھور کر دیکھا۔

بادشاہ کے دماغ میں معاً یہ خیال آیا کہ تھیلا پھینک پھانک کر یہاں سے بھاگ جائے۔ مگر اس کی مہلت نہ ملی۔ تھیلا اس کے کندھے سے نیچے گر پڑا۔ اور وہ شخص اس کے بالکل قریب آ کھڑا ہوا۔ اور اس کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکرانے لگا۔

بادشاہ کو اس شخص کے پہچاننے میں ذرا دقت نہ ہوئی۔ یہ مجسٹر
وزیر تھا۔ جسے ولیم نے معزول اور شہر بدر کیا تھا۔
بادشاہ کے دل میں یکایک ایک خیال پیدا ہوا۔ کہ کیوں نہ شمشیر
آبدار سے اس کا کام تمام کر دوں۔ لیکن وہ اس پر عمل نہ کر سکا۔ کیونکہ وہ
رحمدل تھا اور کسی انسان کو ناحق قتل کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ اس کے علاوہ
وزیر بھی ہتھیار بند تھا۔ مقابلہ نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔
وزیر نے بادشاہ کا بازو خوب مضبوط پکڑ لیا۔ اور بادشاہ غصہ
سے چلایا نمک حرام مجھے چھوڑ دے۔
وزیر نے اس کا بازو چھوڑ کر کہا۔ لیجئے مگر خیال رکھئے کہ اگرچہ
آپ میرے آقا ہیں۔ لیکن اگر میری طرف بری نیت سے دیکھیں گے
تو جان لینے سے میں بالکل دریغ نہ کروں گا۔
بادشاہ نے کہا کہ جہاں تک ہو سکے معاملہ کو خاموشی سے ختم کرنا چاہئے
اس لئے وہ وزیر سے بولا تمہارا منشا کیا ہے۔ اور تم میری اجازت کے
بغیر میرے ملک میں کیوں آئے۔
وزیر بولا۔ میں اپنے خیر خواہوں کے پاس اس لئے جا رہا تھا۔
کہ وہ میری آپ سے سفارش کر کے میرا قصور معاف کرا دیں۔ لیکن اب
آپ میرے قابو میں ہیں۔
بادشاہ کڑک کر بولا تو بڑا نمک حرام اور گستاخ ہے۔ کہ اپنے
ولی نعمت سے اس طرح پیش آتا ہے۔ کیا تو اپنی حیثیت بھول گیا۔
وزیر نے تھیلے کی جانب اشارہ کر کے کہا۔ مگر اس وقت آپ

کی جان اور عزت میری مٹھی میں ہے آپ کے جرم کا یہ تھیلا خود گواہ ہے۔ اگرچہ میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا ہے لیکن گرنے کی آواز سے معلوم ہوا۔ کہ اس میں کسی مظلوم کی نعش ہے۔ میرے رحم دل آقا فرمایئے۔ آپ نے کس کو دنیا سے رخصت کیا۔

بادشاہ اس کے طرز کلام سے گھبرا گیا۔ پھر بھی اس نے مطمئن ہو کر کہا اس میں لاش ضرور ہے لیکن میں نے کسی کا خون نہیں کیا۔

وزیر بولا۔ فرض کرو۔ کہ آپ نے اسے قتل نہیں کیا لیکن سوال یہ ہے کہ آپ آدھی رات کے وقت اسے دریا میں ڈالنے کے لئے کیوں آئے۔ پس ایسی حالت میں جو دشمن دیکھے گا۔ کیا وہ قاتل آپ کے سوا کسی اور کو سمجھے گا۔ اور آپ کی بات کا یقین کرے گا۔

بادشاہ غمگین لہجہ میں بولا۔ خیر تمہیں اس سے کیا واسطہ! آؤ ہم تم باہم صلح کریں۔

وزیر خوش ہو کر بولا بہت اچھا۔ میں اس پر بھی راضی ہوں۔ مگر پہلے میری شرطیں سُن لیجئے۔ اگر آپ نے ان کو قبول کر لیا۔ تو میں اس واقعہ کو بھی زبان پر نہ لاؤں گا۔ بالکل بھول جاؤں گا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔

بادشاہ نے بیچین ہو کر شرائط دریافت کیں۔ تو وزیر نے جواب دیا۔ اول میرا قصور معاف کیجئے۔ پھر میرا منصب مجھے عنایت کیجئے۔

بادشاہ بولا۔ یہ ناممکن ہے۔

وزیر بولا۔ نہایت آسان بات ہے۔ آپ کل دربار عام میں شہر

شدہ اشخاص کی معافی کا اعلان کر دیجئے۔ میں یہ اعلان سنکر حاضر دربار ہو جاؤں گا۔ آپ میرا قصور معاف کر کے مجھے میرے عہدے پر سرفراز فرما دیجئے۔

بادشاہ بولا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

وزیر نے پوچھا۔ کیوں؟

بادشاہ نے جواب دیا۔ بھلا میں اپنے خیر خواہ وزیر کو دربار سے کیسے نکال سکتا ہوں۔ اور کیا عجب ہے کہ میری رعایا بھی میرے برخلاف ہو جائے۔

وزیر فوراً بول اُٹھا۔ مگر یہ سنکر خوشی ہوگی۔ کہ بادشاہ ایک مظلوم کا قاتل ہے۔

یہ سُنکر بادشاہ کو جلال آگیا چنانچہ وہ بولا کمبخت نمک حرام کیوں بکتا ہے۔

وزیر نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔ بکتا ہے ہیں تو اپنا سر ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں میرا منہ کون بند کر سکتا ہے۔ جو دل میں آئے گا۔ کہوں گا۔ آپ کے قاتل ہونے کی شہادت یہ ٹھیلا دے گا۔

بادشاہ تھوڑی دیر اس معاملہ پر غور کرتا رہا۔ وہ بُرا پھنسا تھا۔ بالآخر اس نے وزیر کی شرائط منظور کر لیں۔ اور اسکے ساتھ وعدہ کر کے اسکی دلجوئی کی اور اپنی انگشتری بھی اسے دے دی۔

اب وزیر نے وہ ٹھیلا اُٹھا کر دریا میں پھینکدیا۔ اور بادشاہ واپس آیا۔ اور پادری صاحب کے مکان پر پہنچا۔ فرش اور دیواروں کو ہاتھ سے

دھو یا غسلخانہ سے قتل وخون کے تمام نشان مٹا دیئے۔ اور اسکے بعد غمزدہ اور دلگیر ہو کر اپنے محل میں جا پڑا۔ اور دیر تک بیچین رہا۔

دوسرے روز شاہ ولیم نے دربار عام کیا۔ وزرا و امرا کو خلعت عطا کئے۔ شہر بدر شدہ اشخاص کے قصور معاف کر کے اشتہار جاری کرائے۔ اور ان کو واپسی کی اجازت دی۔ رعایا اس خبر سے خوش ہوئی۔ اور اس نے خیال کیا کہ بادشاہ نے بچہ کی پیدائش کی خوشی میں بدنصیب لوگوں کا قصور معاف کر دیا۔

لیکن جب اگلے روز وزیر حاضر دربار ہوا۔ اور بادشاہ نے اُسے اس کا منصب عطا کیا۔ اور اس پر بڑی مہربانی کی۔ ضبط شدہ جائداد واپس دیدی اور اس کا تمام شہر میں چرچا ہوا۔ تو رعایا کو اس بات کا سخت رنج اور صدمہ ہوا۔ چنانچہ عند الناس اور عائدین نے جلسے کر کے اور دیگر طریق سے صدائے مخالفت بلند کر کے ناراضگی کا اظہار کیا۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ کیونکہ بادشاہ وزیر کے قابو میں تھا۔ اور رعایا اس قصہ سے واقف نہ تھی۔

اس کے علاوہ وزیر نے افسران فوج کی مٹھیاں گرم کر کے ان کو اپنا طرفدار بنا لیا تھا۔ کہ رعایا فتنہ وفساد نہ کرنے پائے۔

چند روز بعد وزیر کی طبیعت بدل گئی۔ اور وہ اپنے پہلے فعلوں پر اتر آیا۔ اس نے رفتہ رفتہ ایماندار اہلکاروں کو نکال باہر کیا۔ اور انکی بجائے اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کو بھر لیا۔

رعایا یہ نہ دیکھ سکی۔ چنانچہ اس نے شور کیا۔ فساد برپا کرنے پر آمادہ

ہوگئی کہ کئی ہزار آدمی شاہی محل کے سامنے آموجود ہوئے۔ مگر فوج نے انہیں منتشر کر کے وہاں سے بھگا دیا۔ تاہم اس طوفان بے تمیزی میں کئی آدمی کام آئے۔ اور زخمی تو بہت سے آدمی ہوئے۔

شیطان نے لڑکی پیدا ہونے کے دن جو کچھ بادشاہ سے کہا تھا۔ اس نے وہ سب کچھ اپنی بیگم کو بتا دیا۔ مگر اس نے بادشاہ کی تسلی کی۔ اور کہا کہ لڑکی کے بچپن میں شیطان اس پر قابض نہ ہوگا۔ اور اس اثنا میں اس کی حفاظت کی تدابیر کی جا سکتی ہیں۔

پادری کے متعلق بادشاہ نے بیگم سے یہ کہا۔ کہ وہ بیت المقدس گئے ہیں۔ تاکہ وہاں اس بارہ میں جا کر دعا کریں۔ کہ لڑکی کو اس شیطان سے نجات ملے۔ بیگم نے اس بات کا یقین کر لیا۔ رعایا میں بھی پادری کے متعلق یہی خبر مشہور کر دی گئی۔

باب یازدہم

شامتِ اعمال

واقعات مذکورہ باب کو تقریباً تین سال گذر گئے ہیں۔ بادشاہ اور بیگم اس وقت محل میں بیٹھے ہیں۔ مگر ان کے چہروں سے ترددادر فکر کے آثار ظاہر ہیں۔

ان تینوں سالوں میں غیر معمولی تبدیلیاں ہوئیں۔ شاہ کی دختر کا حسن دن

بدن چمکنے لگا۔ اور دیکھکر بادشاہ نے دل میں خیال کیا۔ کہ یہ حسن دلکش ذاتی وصفاتی نہیں۔ بلکہ شیطان دشمن ایمان نے محض اولاد آدم کو اپنے دام فریب میں لانے کے لئے شہزادی کو ایسا غیر معمولی حسین بنادیا ہے جو گویا خواب ہے۔

ادہر وزیر رنگ لایا۔ اُس نے بدستور ظلم وستم کا دروازہ وا کر دیا۔ جس کی وجہ سے تمام رعایا ناخوش اور ناراض ہو گئی۔ حتے کہ تمام خاص وعام اس کے ہاتھوں سے نالاں اور اس کی حکمرانی سے پریشان ہو گئے ملک کی سابقہ رونق سرسبزی اور ترقی پر پانی پھر گیا۔ جا بجا خم کے جھگڑے اور فساد کھڑے ہو گئے۔ اور ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ آتش بغاوت اب بھڑکی کہ اب بھڑکی۔ اسی وجہ سے بادشاہ ہر گھڑی مغموم اور پریشان رہنے لگا۔

اسی وجہ سے اس کا دل کاروبار سلطنت میں نہیں لگتا تھا۔ اور وہ دربار میں گویا جبرًا و قہرًا جاتا تھا۔ وہ محل میں بیٹھا ہوا گھنٹوں سوچا کرتا تھا حتیٰ کہ اسے سلطنت وبال جان معلوم ہونے لگی۔ اور اس نے ایک روز حکومت کا تمام کام وزرا کے سپرد کر کے سیاہ وسفید کا اُنہیں کو مختار کار بنادیا۔ اور گوشہ نشین ہو گیا۔ محل سے نکلنا بالکل بند کر دیا۔ اپنی زندگی کے دن بیوی اور بیٹی کے پاس بیٹھ کر گذارنے لگا۔ بادشاہ کو بیگم اور بیٹی سے غیر معمولی محبت تھی۔

رعایا ان کے ہاتھ سے تنگ آ گئی۔ اور جابجا بغاوت کی کھچڑی پکنے لگی۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ کسی نے بادشاہ پر پھر جادو کر دیا ہے اور وہ

سحر زدہ ہے۔ یہی وجہ کاروبار سلطنت سے دست بردار ہو جانے کی سمجھتے تھے۔ کیونکہ اصل حالات سے وہ واقف نہ تھے۔

تخت نشینی کے بعد بادشاہ دو سال عیش و عشرت میں رہ کر گوشہ نشینی کر رہا ہے۔

بادشاہ کو بالکل معلوم نہیں کہ رعایا پر کیا کیا ظلم وستم ہو رہے ہیں تاہم وہ مغموم ہے۔ اگرچہ اس کی وجہ وہ خود نہیں جانتا۔

اس وقت ۲ بجے کا عمل تھا۔ کہ بادشاہ کو شور و غل کی آواز سنائی دی کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا۔ تو ہزاروں آدمی محل کی طرف بھاگے چلے آرہے ہیں یہ دیکھکر اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی بیگم بھی گھبرا کر کہنے لگی خدا خیر کرے آثار برے ہیں۔

شور و غوغا مچ رہا تھا۔ کیونکہ لوگ بالکل قریب آگئے تھے۔ آوازیں آرہی تھیں کہ بیرحم قاتل سے ضرور انتقام لیا جائے۔ انتقام کے لفظ سے بادشاہ کانپ اٹھا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اس کے دل میں معاً یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ پادری کے قتل کا راز افشا ہو گیا۔

عین اسوقت چوبدار آیا۔ اور اس نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ رعایا باغی ہو گئی ہے۔ اور لوگوں نے محل کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے دو منٹ بعد دوسرا چوبدار پہنچا۔ اور اس نے خبر دی۔ کہ فوج بھی بگڑ گئی ہے۔ اب بادشاہ کی یہ حالت تھی۔ کہ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔ چوبدار نے کہا کہ سپاہی اپنے افسروں کا کہنا نہیں مانتے۔ یعنے باغیوں کے مقابلہ میں ہتھیار نہیں اٹھاتے۔

اس وقت بادشاہ نے بیگم کے کان میں کچھ کہا۔ یہ اُسے اور اپنی بیٹی کو ساتھ لیکر کھڑا ہوگیا۔ اب باغی محل کا دروازہ توڑ کر اندر آچکے تھے۔ مگر بادشاہ کو دیکھ کر خاموش ہوئے اور بادشاہ ان کی طرف بڑھا۔ مجمع میں سے ایک شخص بولا۔ اس معاملہ کا تعلق بادشاہ سے نہیں۔ صرف وزیروں سے انتقام لیں گے۔ دو شخص اور آگے بڑھے اور انہوں نے تھیلہ سے ایک لاش نکالکر باہر ڈالدی۔ بادشاہ لاش کو دیکھکر ڈر گیا اور حیران ہوکر بغلیں جھانکنے لگا۔ بیگم اس کی یہ حالت دیکھ کر سہم گئی اور اس سے لپٹ گئی۔ تین برس کی بچی کی بھلا کیا بساط۔ بیچاری زار وزار رو رہی تھی۔ اگرچہ وہ اس کی وجہ نہیں جانتی تھی۔

بادشاہ کی زبان سے بے تحاشہ اور بلا ارادہ نِکلا۔ خدایا۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ یہ لاش تو پادری کی ہے۔ بیشک یہ میرے ہی اعمال بد کی سزا ہے کیا دریا بھی امانت رکھنے سے بیزار ہوگیا۔ اور اس نے مجبور ہوکر اسے باہر پھینکدیا۔

یہ سنکر بیگم کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ غش کھا کر زمین پر گر پڑی۔

لوگوں کو اب تک یہ خبر نہ تھی۔ کہ وہ لاش کس کی ہے نہ انھیں بھولے سے اس بات کا خیال آیا۔ کہ بادشاہ قاتل خصوصًا ایک پادری کا ہوسکتا ہے۔

لیکن خود شاہ اپنی زبان سے قاتل بن گیا۔ اگرچہ وہ قاتل نہ تھا۔ مگر رعایا نے اسے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ وہ پادری سے بڑی محبت

کرتی اور اس سے عقیدت رکھتی تھی۔

یہاں ناظرین کو یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پادری کی نعش کا تھیلہ دریا سے کیونکر نکلا۔ بات یہ ہوئی کہ ایک روز ماہی گیر مچھلیاں پکڑنے شاہی محل کے قریب جا پہنچے۔ اور انہوں نے جس وقت دریا میں جال ڈالا۔ اور کوئی بھاری شے ان کے جال میں پھنس گئی جسے اُنھوں نے کھینچ لیا۔ یہ تھیلا تھا۔ اس میں سے ایک لاش نکلی۔ اس حادثہ کو کامل تین ہفتے گذر گئے تھے لیکن پانی میں پڑے رہنے کی وجہ سے لاش سڑی نہیں تھی۔ مچھیرے اسے اٹھا کر بازار میں لے آئے اور یہاں پر اس کا بہت چرچا لوگوں میں مشہور ہو گیا۔ بے شمار آدمی جمع ہو گئے۔ اور آپس میں مختلف قسم کے خیالات اس لاش کی نسبت ظاہر کرنے لگے چند آدمیوں نے کہا کہ بادشاہ کی غفلت کی وجہ سے اس بے گناہ کا خون ہوا ہے۔ اس لئے اس سے باز پرس کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد یہ لوگ لاش کو قلعہ شاہی کی طرف لے آئے اور اس کے ساتھ خلقت کا ہجوم بڑھتا گیا۔ یہ لوگ انتقام انتقام کے نعرے لگانے لگے مجمع میں سے ایک شخص چلایا۔ ایسے نیک پادری کا قاتل بلاشبہ وہی شخص ہے جس نے یہ مشہور کیا ہے کہ پادری بیت المقدس گیا ہوا ہے۔ دوسرا بولا۔ بیشک۔ بیشک اسی بادشاہ نے اسکے پاک خون سے ہاتھ رنگے ہیں۔

ایک آواز آئی۔ انتقام انتقام۔

دوسری آواز۔ ہاں پادری کے خون کا قصاص ضرور لیا جائیگا۔

ہاں! ہاں۔ یہ وزیر ہی قاتل ہے۔
دوسری آواز۔ نہیں بادشاہ کا اس خون سے تعلق ہے۔
اب بیگم ہوش میں آگئی تھی۔ اور اس نے بادشاہ کے الفاظ سنے
تھے چنانچہ اس کے منہ سے چند بے ربط جملے نکلے۔
خدایا رحم کر لیکن نہیں یہ نہیں۔ تم نے یہ کام نہیں کیا۔ آہ بوڑھا
پادری افسوس نہیں یہ ناممکن ہے۔
جیکب وزیر بھی یہاں آچکا تھا۔ اور بادشاہ کے قریب کھڑا تھا۔
وہ آگے بڑھا اور اس نے بیگم سے خطاب کیا بیشک یہ بات ناممکن
ہے۔
اس کے بعد اس نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اور ہاتھ سے
اشارہ کیا۔ کہ تم یہ شور و غل موقوف کرو اور اپنے آقا کا بیان سُن لو۔
رعایا میں سے ایک شخص آگے بڑھ کر بولا۔ ہم پادری کے خون کا
قصاص لینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور بادشاہ اور مجسٹریٹ وزیر اس کے جواب
دہ ہیں۔
جیکب وزیر نے آگے بڑھ کر بادشاہ سے کہا۔
حضور آگے بڑھ کر لوگوں سے کیوں نہیں فرما دیتے کہ میں بالکل
بے گناہ ہوں۔ خدا کی قسم میرا اس میں رتی بھر قصور نہیں ہے۔
بیگم نے اطمینان کا سانس لے کر کہا خدا کا شکر ہے کہ آپ کا
دامن پادری کے خون سے پاک ہے۔
اب بیگم آگے بڑھ کر لوگوں کا اطمینان کرانا چاہتی تھی۔ کہ مجسٹریٹ

وزیر فوج لے کر وہاں آپہنچا - اور لوگوں پر تیر اور گولیاں برسنے لگیں - رعایا اور فوج میں جنگ ہونے لگی -

لوگوں نے دیکھا کہ جوزف وزیر بیگم اور شہزادی کو اس گھر سے نکالے لیے جا رہا ہے - مگر انہوں نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا - کیونکہ وہ انکو بے گناہ سمجھتے تھے -

جنگ جاری تھی اور لوگ رہ رہ کر بادشاہ کی طرف حملہ آور ہوتے تھے ان کی خواہش تھی - کہ بادشاہ اور وزیر چیپر کا فیصلہ کر دیں - یہ رنگ دیکھکر حبکیب وزیر نے دل میں کہا - کہ اگر بادشاہ یہیں موجود رہا - تو اس کی جان کا بچنا محال ہے - اس لئے وہ چپکے سے اپنے گھوڑے پر سوار کر کے موت کے گھمسان سے نکال لے گیا - راستہ میں اس کی بیگم اور لڑکی بھی صحیح سلامت مل گئی - اور یہ دیکھکر بادشاہ کی جان میں جان آئی -

بادشاہ نے حبکیب وزیر کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اس نے کہا - کہ میں نے جو کچھ کیا وہ میرا فرض تھا - آپ میرے آقا اور ولی نعمت ہیں میری گردن پر آپ کا حق نمک تھا - لیکن اب میں جاتا ہوں - اور آپ کے پاس کبھی نہ آؤں گا - کیونکہ آپ کا دامن خون سے ......

فقرہ ختم کرنے سے پہلے وہ وہاں سے چلدیا - کیونکہ اس نے بھی بادشاہ کو قاتل سمجھا تھا - بادشاہ کو اس کا بہت افسوس ہوا -

اس شخص نے جوش وفاداری میں اپنی داہنی آنکھ بادشاہ پر نثار کر دی تھی -

باب دوازدہم

دشتِ غربت

قرار پایا کہ ولیم اپنے سُسرال یعنی شاہ سپین کے پاس جاکر پناہ لے چنانچہ بادشاہ اور بیگم معہ اپنی بچی کے گھوڑے پر سوار ہوکر منزل مقصود کی جانب روانہ ہوا۔ وفادار وزیر جوزف بھی ان کے ہمرکاب تھا۔ ان لوگوں نے بھیس بدل لیا تھا۔ کیونکہ ان کا راستہ ولیم کے دشمن سردار جوزف کے علاقہ سے گذرتا تھا۔ لیکن ابھی ان کی مصیبتوں کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔

شاہ جوزف سیر و شکار کو جارہا تھا۔ چند سوار اور بھی اس کے ہمراہ تھے اور انہوں نے ولیم کو پہچان کر گرفتار کر لیا۔ اور اس طرح پرانی دشمنی کا انتقام لیا۔

ملکہ نے منت سماجت کی۔ بڑے ہاتھ جوڑے مگر اسے رحم نہ آیا اور وہ ولیم کو پکڑ لے گیا۔ الزام وہی پادری کا قتل۔ کیونکہ یہ خبر عام طور پر مشہور ہو چکی تھی۔

بیگم دل پر پتھر رکھ کر اور اپنی ننھی بچی کو لیکر سپین روانہ ہوئی۔ اور بالآخر اپنے باپ کے پاس جا پہنچی۔ اس نے رو کر باپ سے کل حال کہا۔ مگر پادری کے متعلق وہ تفصیلی حالات نہ بتا سکی۔ کیونکہ اسے معلوم

ہی نہ تھے۔ تاہم اس نے باپ کو یقین دلا دیا۔ کہ اس کے شوہر کا دامن خون بے گناہ سے پاک ہے اور شاہ سپین کو بھی اس کا یقین آ گیا۔
وزیر جوزف مصلحتاً دوسرے راستہ سے سپین روانہ ہوا تھا پس جب اسنے اپنے آقا کی گرفتاری کا حال سُنا۔ تو اسے سخت صدمہ ہوا۔
شاہ سپین نے ایک قاصد شاہ جوزف کے پاس بھیجکر اس سے درخواست کی کہ ولیم کو چھوڑ دو۔ مگر اس نے کہا کہ پاپائے روم کے حکم کے بغیر اس کو رہا نہیں کر سکتا۔
شاہ سپین نے پاپائے روم کے دربار میں بھی سفیر بھیجا ولیم کی رہائی کی درخواست کی۔ مگر جواب ملا کہ اس پر غور کیا جائیگا۔ شاہ ولیم کے انکار کا ولیم کی بیگم کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ چنانچہ وہ بالکل مایوس ہو گئی اور اس نے اپنے باپ سے شوہر کی رہائی کے متعلق کوشش کرنے کی پھر درخواست کی۔ اس نے قید میں اپنے شوہر سے ملنا چاہا۔ مگر شاہ سپین نے انکار کر دیا۔ البتہ وزیر جوزف کو اجازت دی۔ اور وہ بادشاہ کے پاس گیا۔ اور اس نے اپنا تمام قصہ اپنے وکا داڑنا بیہ کو سنایا۔ اور اس نے بادشاہ کی تسلی و تشفی کی۔
رخصت کے وقت بادشاہ نے آبدیدہ ہو کر کہا۔ تم سمجھ گئے کہ میں بے گناہ ہوں لیکن ابھی میرے دن بُرے ہیں۔ اس لئے تم خاموش رہنا کیونکہ کوئی اس بات کا یقین نہ کرے گا۔ البتہ جب میرے دن پھر بدلینگے تو میں اصل حالات ظاہر کر دونگا۔
شاہ سپین سردار جوزف سے کمزور تھا۔ اس لئے اس نے جنگ کا ارادہ نہ کیا۔ تاہم وہ اپنے داماد کو بیگناہ سمجھتا۔ اور اسکی رہائی کی فکر

میں تھا۔ اودہر یہ قصے ہو رہے تھے۔ اُدہر اور ہی گل پھولا تھا۔ شاہ ولیم کی رعایا نے وزیر موصوف کے ظلم و ستم سے تنگ آکر سردار جوزف سے مدد مانگی۔ اور اس نے فوج بھیجکر وزیر کو گرفتار کرایا۔ اور ملک پر خود قبضہ کر لیا۔

چند روز بعد شاہ سپین پاپائے روم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے تمام واقعات ان کے گوش گذار کر دیئے۔ پاپائے روم نے اپنی کونسل کے ممبروں کو جمع کر کے اس بارہ میں ان سے مشورہ لیا۔ مگر جوزف کے ساتھیوں نے یہ کوشش کی۔ کہ ولیم کو یا تو پادری کے خون کے عوض میں قتل کرائیں۔ ورنہ اسے جلاوطن کیا جائے۔ تاکہ اس کی سلطنت پر وہی قابض رہیں۔

کامل ایک سال کے بعد اس معاملہ کا فیصلہ ہوا یعنی پاپائے روم نے ولیم کا فرمان آزادی شاہ سپین بھیجدیا۔

باب سیزدہم

آزادی

پاپائے روم کی مہربانی سے بدنصیب شاہ ولیم شاہ جوزف کی قید سے رہائی پاکر اپنے سسرال یعنی سپین میں آگیا ہے اور اپنی پیاری بچی اور بیگم کو دیکھکر اس کا غم کسی قدر غلط ہو گیا۔ لیکن حکومت اسے سر دست نہیں ملی۔ اور اسی بات کا غم اس کے دل کو کھائے جاتا ہے۔

صبح کا وقت ہے۔ اور ولیم اپنے خسر شاہ سپین کے پاس بیٹھا اس بارہ میں گفتگو کر رہا ہے۔

بادشاہ بہ سلسلہ گفتگو بولا۔
عزیز القدر! یہ جوزف کی ایک چال ہے۔ وہ کمبخت بڑا مغرور ہے
پس ہمارے لئے ضرور ہے۔ کہ یا تو اس کا غرور توڑیں یا اس جد وجہد
میں خود قربان ہو جائیں۔ پاپائے روم نے جب تمہیں آزادی کا حکم
دیدیا۔ تو اس کے معنے صاف یہ ہیں۔ کہ تمہاری سلطنت بھی واگزار کر
دی۔ مگر بدبخت جوزف واپس نہیں دیتا اور حیلے حوالے کرتا ہے۔ کہ پاپائے
روم نے واپسی کا حکم نہیں دیا ہے اسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ ہے پس
تلوار ہاتھ میں لیکر اسے نیچا دکھانا چاہئے۔ اب پاپائے روم کی خدمت میں
بار بار اس بارہ میں عرض و معروض کرنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔
بہادر ولیم نے اس مشورہ کو قبول کیا چنانچہ جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں
تاکہ دشمن سے قلعہ اور حکومت بزور شمشیر واپس لیا جائے۔
آخر کار وہ دن آیا۔ کہ بہادر ولیم فوجیں لے کر اپنے قدیم ملک کی طرف
بڑھا لیکن بدنصیبی اسوقت بھی رنگ لائے بغیر نہ رہی۔ یعنی اس کی رعایا
نے اس کی مدد نہ کی بلکہ جنگ کرنے کے لئے مقابلہ پر آڈٹی۔ اور جوزف
نے اس کی مدد کے لئے فوج بھیجی۔
مقابلہ سخت ہوا۔ معرکہ کا دن بڑا کشتوں کے پشتے لگ گئے خون
کی ندیاں بہ نکلیں۔ ولیم کی رعایا نے کامل ایک دن رات اور ایک دن جنگ
وجدال کا بازار گرم رکھا۔ دوسرے دن خود جوزف فوج لیکر میدان میں آڈٹا
اور اسوقت جنگ اور بھی سرگرمی سے ہوئی۔ فریقین کی جانوں کا نقصان
کثیر ہوا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جوزف بہادر ولیم کے حملہ کی تاب نہ لاسکا میدان
سے فرار ہو گیا۔ گو یا ولیم ایک حد تک کامیاب ہو گیا۔ لیکن حقیقت یہ تھی

کہ اس کی فوج بھی لڑتے لڑتے چکنا چور ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس میں اس قدر تاب وتواں نہ تھی۔ کہ وہ قلعہ کا محاصرہ کرتی۔ ناچار ولیم واپس سپین چلا آیا۔ لیکن چند روز بعد پھر حملہ آور ہوا۔

اس وقت برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا۔ اور دریا طغیانی پر تھا اور تمام راستے خراب ہو گئے تھے۔ اس لئے جنگ ملتوی کرنی پڑی۔ رعایا کے پاس سامان رسد کافی تھا۔ اور وہ قلعہ بند تھی۔ لہذا اس نے زراعت کا کاروبار فی الحال بند کر دیا۔ اور ہر طرح حملہ آور کے لئے مشکلات اور مصائب کا دروازہ کھولدیا۔

بہرحال برسات کے گذر جانے کے بعد جنگ از سر نو شروع ہوئی اور اس کا سلسلہ کئی ماہ تک جاری رہا۔ مگر فیصلہ کچھ نہ ہو سکا۔ جوزف نے ولیم کو جنگ کے جال میں پھنسا کر اسے اتنی مہلت ہی نہ دی۔ کہ وہ قلعہ پر حملہ کرتا۔

فریقین کا زر کثیر خرچ ہوا۔ چونکہ ولیم کا ملک فی الحال میدانِ کارزار بن رہا تھا۔ لہذا وہ تمام علاقہ ویران اور اجاڑ گیا۔ کیونکہ اب کے سال زراعت بالکل نہیں ہوئی تھی۔

تیسرے سال جنگ شروع ہوئی۔ مگر اب ولیم بھی اس سے بیزار ہو چکا تھا۔ تاہم اس نے ایک شب چپکے سے دھاوا کر دیا۔ حتے کہ فوج لیکر فصیل پر چڑھ گیا۔ اور باغی رعایا کو چن چن کر تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ بڑا کشت وخون ہوا۔ حتیٰ کہ رعیت بھی بہت عاجز آگئی۔ مگر جب اس نے یہ رنگ دیکھا۔ اور سمجھ گیا کہ ولیم جلد کامیاب اور قلعہ پر جاگزین ہونے والا ہے تو اس نے ایسی چال کی جس کا حملہ آور کو وہم وگمان بھی نہ تھا۔ چنانچہ

اس نے قلعہ میں آگ لگا دی۔ اور وہ دیکھتے دیکھتے راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔
یہ دیکھ کر ولیم کو ایسا غیض و غضب آیا کہ وہ اپنے سے باہر ہو گیا چنانچہ اس نے فوج کو ابھی سخت حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ ایک بھی باغی نہ بھاگنے پائے۔ چنانچہ ایک ایک کو گرفتار کر کے تہ تیغ کر دیا گیا۔
مگر ابھی مصیبت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ صبح کو ولیم نے دیکھا کہ جوزف فوج لے کر سر پر آموجود ہوا ہے۔ پھر میدان جنگ گرم ہونے لگا۔ اور باوجودیکہ ولیم کی فوج تھکی ماندی اور قلعہ کے جل جانے سے افسردہ ہو رہی تھی۔ تاہم وہ بڑی دلیری اور جانبازی سے لڑی۔ اور اس نے دوست دشمن کو ششدر کر دیا۔ مگر اس کے باوجود قسمت نے ولیم کا ساتھ نہ دیا۔ چنانچہ اسے شکست فاش ہوئی۔ اور وہ بڑی مشکل سے اپنی جان بچا سکا۔ اور بھاگ کر بھاگ سپین جا پہنچا۔
لیکن وہ زیادہ دن زندہ نہ رہا۔ کیونکہ اس شکست نے اسے سخت دل شکستہ کر دیا تھا۔ اور اس کا دل اس صدمہ سے چکنا چور ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ سپین واپس آنے سے تیسرے ہی روز ملک عدم کو روانہ ہوا جس کا اس کی بیگم اور بیٹی کو سخت صدمہ ہوا۔
لیکن ابھی تک مصیبتوں کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ ایک ماہ بعد شاہ جوزف سپین پر حملہ آور ہوا۔ اور اس نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ شاہ سپین نے ہر چند بہادری دکھائی۔ مگر اس کی اس کے سامنے کچھ پیش نہ گئی چنانچہ اس نے بھی شکست کھائی اور جان بھی گنوائی۔
اب فاتح کی فوج قلعہ کے اندر داخل ہو گئی۔ اور اس نے ایسی لوٹ مار مچائی۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ مردوں کو نہایت بے رحمی سے تہ تیغ

کیا اور عورتوں کو انتہائی سنگدلی اور شقاوت قلبی سے بےعزت کر دیا۔ اور پھر قلعہ میں آگ لگا کر اُسے خاک کا تودہ بنا کر چھوڑا۔

شاہ ولیم کی بیگم کے حسن نے جوزف کے دل پر بہت بڑا اثر کیا۔ اور وہ اس سے بےعزت پیش آیا چنانچہ وہ ماں بیٹی کو ساتھ لے گیا۔

جوزف نے شاہ ولیم کی بیوی سے شادی کرنی چاہی مگر اس نے انکار کر دیا۔ اسکے بعد پاپائے روم کو جب واقعات کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے بہت افسوس کیا۔

باب چہاردہم

عشق کے کرشمے

شاہ جوزف نے مرحوم شاہ ولیم کی بیوی اور بیٹی کو اپنے قلعہ میں رکھا مگر وہ بیگم پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا۔ بار بار شادی کی درخواست کی اور جب وہ رضامند نہ ہوئی۔ تو اس نے بیگم کو ڈرانا اور دھمکانا شروع کیا۔ بیگم نے یہ دیکھکر اس سے ایک سال کی مہلت مانگی اور کہا کہ میں ایک سال بعد شادی کر لوں گی۔ جوزف نے اس کی یہ شرط منظور کر لی کیونکہ وہ اس کی دلفریب صورت کا دیوانہ تھا۔

مرحوم شاہ ولیم نے جس شخص کو شیطان سمجھا تھا۔ وہ دراصل انسان تھا یعنی سرویہ کا بادشاہ ہربرٹ تھا۔ مگر اس نے بار بار اپنے آپ کو ولیم کے آگے اس طریق سے پیش کیا۔ کہ گویا وہ واقعی شیطان تھا۔ ہر

برٹ ایک خفیہ جماعت کا سردار تھا جس کے حالات عنقریب معرض تحریر میں آئیں گے۔ ایک سال کی میعاد ختم ہوگئی۔ اسی اثنا میں ہربرٹ نے شاہ جوزف سے ولیم کی بیٹی کو طلب کیا۔ جواب شیطانیہ کے نام سے مشہور تھی۔ اور ہم بھی آئندہ اسی نام سے ذکر کریں گے۔

شاہ جوزف نے بیگم یعنی شیطانیہ کی ماں کو اس امر سے مطلع کیا تو وہ کانپ اٹھی اور کہا کہ آپ خدا کے لئے میری بیٹی کی مدد کیجئے۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ اگر تم مجھ سے شادی کر لو۔ تو میں اس لڑکی کی مثل اپنی حقیقی لڑکی کے حفاظت کرونگا۔

بیگم محض اپنی بیٹی کی حفاظت کی غرض سے اس تجویز پر رضامند ہوگئی۔ اور شادی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ لیکن عین اس روز شاہ ہربرٹ فوج لیکر یہاں آدھمکا اور شادی ملتوی ہوگئی۔ فوج نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

شاہ جوزف میدان صف آرا ہوا۔ دو تین ہفتہ تک خوب جنگ ہوئی جوزف نے خوب داد شجاعت دی۔ مگر غنیم نے ایک شب خون مارا۔ اس کا نتیجہ اس کے حق میں نہ ہوا یعنی شاہ جوزف تہ تیغ ہوا۔ اور حملہ آوروں نے اس کے قلعہ اور ملک پر قبضہ کر لیا لیکن یہ دیکھ کر شاہ جوزف کے وفادار سپاہیوں نے قلعہ کو آگ لگادی۔ مگر ولیم کی بدنصیب بیگم اس طوفان بے تمیزی میں معہ اپنی بیٹی کے وہاں سے نکل بھاگی۔ اور جنگل میں جاکر چھپ گئی۔ پھر صبح کو اپنا اور اپنی بیٹی کا بھیس بدل کر یعنی دہقانیوں کی صورت بنا کر شام کی طرف چلی گئی۔ اور دہقانی کے لباس میں رہنے سہنے لگی۔ مگر شاہ جوزف نے شادی کے روز جو قیمتی جواہرات

اس کی نذر گئے تھے۔ وہ اس کے پاس موجود تھے۔ پس بیگم نے ان میں سے چند فروخت کرکے گاؤں میں ایک مکان خرید اور کچھ جائداد بھی اپنی بیٹی کے ساتھ وہیں رہنے سہنے لگی۔ اس کے اصلی حالات سے کوئی واقف نہ ہوا۔

اب بیگم نے شاہ ہربرٹ کے خوف سے اپنی بیٹی کا نام بدلکر انجلینا رکھ لیا اور بعد کے دو برس یہاں نہایت آرام وسکون کے ساتھ گذرے۔

ایک روز شام کو بیگم اپنے مکان سے باہر غنچہ میں بیٹھی تھی۔ ایک سوار گھوڑا بھگاتا ہوا ادھر آیا۔ اور وہ اس کی چال دیکھنے لگی۔ مگر گھوڑا بگڑ کھڑا ہوا چنانچہ وہ اپنے سوار کو لے کر باغ کے اندر داخل ہوگیا۔ اور سوار کے روکنے نہ رکا بلکہ اسے زمین پر گرادیا اور خود بھاگ گیا۔ سوار گر کر بیہوش ہوگیا۔

نیک بیگم اور اس کی خادمہ نے اس سوار کو بڑی مشکل سے اُٹھایا۔ اور اپنے مکان میں لے گئی۔ مگر جب اس نے اسکی شکل وصورت غور سے دیکھی۔ تو وہ یہ دیکھکر حیران رہ گئی۔ کہ یہ وہی نیک دل حبیب وزیر ہے جس نے اسکے مرحوم شوہر ولیم کی جان بچائی تھی۔

جب وہ سوار اُٹھا تو بیگم نے اپنے آپ کو اس پر ظاہر کردیا۔ اور اسے اس سے اور بھی خوشی ہوئی۔ مگر جب اس نے چوٹ دیکھنے کے لئے اپنا شانہ کھولا۔ تو ایک اور حیرت انگیز معمہ کھلا۔ اس شخص کے شانہ پر ایک مسہ شہتوت کی شکل کا تھا یعنی یہ شاہ سپین کا بیٹا تھا۔ جو بچپن سے گھر سے نکل گیا تھا۔ اور اب تک کہیں پتہ نہ ملتا تھا یعنی بیگم کا حقیقی بھائی تھا۔ اس اتفاقیہ ملاقات سے بھائی اور بہن کو بے انتہا مسرت ہوئی۔ اس کا نام البرٹ تھا۔

جب اسکی بہن نے اپنے شوہر نیز باپ کی تباہی کا دردناک قصہ بیان

کیا تو البرٹ کو بے انتہا صدمہ ہوا۔

البرٹ نے اپنی سرگزشت سنائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شاہ ولیم سے رخصت ہو کر ایک فوج میں داخل ہو گیا۔ اور وہاں کارہائے نمایاں دکھلائے اسکے بعد شاہ سرویہ کے دربار میں ملازمت کرلی۔

البرٹ کئی ہفتہ تک اپنی بہن کے مکان پر رہا۔ اور اس اثنا میں اسے بھانجی سے بے انتہا الفت ہو گئی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ اسوقت سوائے ان دو لو عورتوں کے دنیا بھر میں کوئی اس کا رشتہ دار نہیں۔

اب یہ آسان تھا کہ البرٹ اپنے باپ کے ملک کا دعویٰ کرتا۔ مگر وہ محض اپنی بہن اور بھانجی کی خاطر خاموش ہو رہا۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو یہ راز افشا ہو جاتا۔ کہ انجلینا دراصل شیطانیہ ہے اور بادشاہ سرویا اسے چھوڑنے والا نہ تھا۔ اس مصلحت سے وہ خاموش رہا۔ اس نے اپنے ذاتی مفاد کو اپنی بہن اور بھانجی کے مفاد پر قربان کر دیا۔ اور اس دنیا فانی میں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ علاوہ ازیں البرٹ کو کچھ ایسے واقعات پیش آئے تھے۔ اور کچھ ایسی ناکامی تھی، کہ اس کا دل دنیاوی عیش و عشرت اور شان و شوکت سے سرد ہو گیا تھا۔ بلکہ شخصی حکومت کا دشمن اور جمہوریت کا شیدا ہو گیا تھا۔

گو البرٹ اسوقت بہن کے پاس سے چلا گیا۔ مگر چند روز بعد واپس آگیا۔ اور یہیں رہنے سہنے لگا۔ مگر بدقسمتی سے اس کی بہن سخت علیل ہو گئی۔ اور جانبر نہ ہو سکی۔ اور آخری وقت اس نے وصیت کی اور بھائی سے قول لیا۔ کہ انجلینا کو گرجا کی کسی خانقاہ میں داخل کر دے جیسا کہ اسکے باپ نے پادری کے سامنے عہد کیا تھا۔

باب پانزدہم

دام فریب

جس وقت شیطانیہ کی ماں کا انتقال ہوا۔ اسوقت اس کی عمر نو سال کی تھی البرٹ نے اسے تعلیم و تربیت کے لئے ایک شریف خاندان کے سپرد کر دیا۔ اسوقت اسکا نام انجلینا تھا۔ جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ اسلئے اسے دشمنوں سے بظاہر کوئی اندیشہ نہ تھا۔

جب انجلینا کی عمر سولہ سال کی ہوئی تو اسکے ماموں البرٹ نے اسے ایک خانقاہ میں بھیجدیا۔ جو ایک گرجا کے متعلق تھی اور جسکی ان دنوں بڑی شہرت تھی۔ کہا جاتا تھا کہ وہاں جاکر جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے۔ کوئی خلل انداز نہیں ہوتا۔ اور خانقاہ کی متولیہ اس کی بڑی خاطر و تواضع کرتی ہے محض اسی بنا پر البرٹ نے اپنی بھانجی کو اس خانقاہ میں داخل کیا۔

اس غریب کو کیا خبر تھی۔ کہ یہ عورت تارک الدنیا اور بظاہر مقدس و پارسا ہونیکے باوجود دنیادار اور ریاکار ہے۔ جب کسی سے ناراض ہو جاتی ہے تو اس سے سخت ظلم و تشدد سے پیش آتی ہے اور اس کو اُن بدمعاشوں کے ہاتھوں سے جن کے ساتھ وہ سازش کرتی ہے تباہ کرا دیتی ہے۔

درحقیقت یہ عورت اس خفیہ جماعت سے تعلق رکھتی تھی جس کا سرغنہ شاہ سردیہ تھا۔ اور کوئی شک نہیں کہ یہ نہایت مکروہ۔ ناپاک اور خوفناک جماعت تھی۔ اور اسکے ہاں ایک مصنوعی پادری بھی آیا کرتا تھا۔ اور

ہمیں اپنے افسانہ کے ناظرین کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ وہی شاہ ولیم کا بدباطن وزیر مجیسٹر تھا جو دراصل اس بادشاہی کی تباہی کا باعث ہوا۔ نیک پادری کا قتل۔ بادشاہ کا اسکی لاش کو تھیلے میں بند کر کے دریا پر لیجانا اور اس وزیر کا وہاں ملجانا۔ اور دھمکیاں دے کر وزارت حاصل کرنا اور پھر ولیم کی سلطنت پر تباہی کا آنا۔ یہ سب کچھ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے ہمنے کہا کہ مجیسٹر اسی خانقاہ میں پادری کے لباس میں آیا کرتا تھا۔ اور یہاں کے سب لوگ اس شیطان کو ولی جانتے تھے۔ انجلینا کی طرح یہاں اور بھی بہت سی عورتیں یاد الٰہی میں مصروف تھیں۔ یہ سب مجیسٹر کو ولی سمجھتیں۔ اور محض نجات حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگی کے راز اسے بتادیا کرتی تھیں۔

انجلینا اس خانقاہ میں مصروف عبادت تھی۔ درویش نے اسے دیکھا اور ہزار جان سے اس پر عاشق ہو گیا۔ اور اسی وقت سے اس خیال میں پھرنے لگا۔ کہ میں اسکے شربت وصال سے اپنی تشنگی ضرور بجھاؤنگا۔ ایک روز وہ انجلینا سے گفتگو کرنے لگا۔ اور اس بھولی بھالی لڑکی نے اپنی خاندانی نسبت کا تمام قصہ اسے سنا دیا۔ اور اس سے دعائے خیر کی طالب ہوئی تاکہ اس سے نجات ہو جائے۔ حالانکہ یہی شخص اس کی خاندانی تباہی کا سبب بنا تھا مجیسٹر یا پادری کو معلوم ہو گیا۔ کہ انجلینا دراصل شیطانیہ شاہ ولیم کی بیٹی ہے۔

شاہ سرویہ خفیہ جماعت کا سردار مجیسٹر کا بڑا دوست تھا لیکن مجیسٹر نے بادشاہ کو اس حال سے آگاہ نہ کیا۔ کیونکہ اس صورت میں شاید اسے اپنے ناپاک منصوبے میں کامیابی نہ ہو۔ ممکن تھا۔ کہ شاہ سرویہ

اسے زبردستی خانقاہ سے نکلوا دیتا۔ انہیں وجوہ سے بیچارہ اسکی طرف سے خاموش رہا۔

انجلینا ایک ہوشیار لڑکی تھی۔ اس لئے اس نے یک بیک اس سے اپنا مدعا ظاہر نہ کیا بلکہ اس بارہ میں اس خانقاہ کی متولیہ سے امداد طلب کی۔ الغرض اس طرح انجلینا اس خانقاہ سے نکال کر سیاہ محل میں پہنچائی گئی مگر متولیہ نے اس بات کی اطلاع اسکے ماموں کو نہیں دی بلکہ یہ کہلا بھیجا۔ کہ وہ گوشہ نشین ہو گئی۔ اور کسی سے ملنا نہیں چاہتی۔

اس کا ماموں یہ سنکر خاموش ہو رہا اور اس نے اس بارہ میں زیادہ تحقیق و تفتیش نہ کی کیونکہ اس کا مدعا ہی تھا۔ کہ اس لڑکی کا کسی پر اصل حال ظاہر نہ ہو۔ تاکہ وہ دشمنوں سے محفوظ رہے۔

باب شانزدہم

جہنمی حور

انجلینا سیاہ محل میں موجود ہے وہ یہاں کی رونق اور شان و شوکت دیکھکر انگشت بدنداں ہو گئی۔ گویا وہ جیتے جی بہشت میں داخل ہو گئی تھی۔ روشنی سے مکان بقعۂ نور ہو رہا تھا۔ آرائش کا خاص انتظام تھا۔ جھاڑ فانوس کی ایسی کثرت تھی۔ کہ نگاہ کام نہ کرتی تھی۔

یہاں کی منتظمہ ایک عورت تھی۔ جو انجلینا کے ساتھ بڑے اخلاق سے پیش آئی۔ انجلینا کے دل پر اس دلفریب نظارے نے بڑا گہرا

اثر کیا۔ پھر وہ منتظمہ عورت کے اخلاق کی انحد گرویدہ ہوگئی۔ اور اسے ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ یہاں خانقاہ کی بہ نسبت زیادہ خوش اور مطمئن رہ سکے گی اس نے اپنے دل میں کہا۔ کہ یہ خوب ہوا کہ میں اس تنگ و تاریک خانقاہ سے نکلکر اس بہشت میں آگئی۔

انجلینا کو کئی روز تک یہاں کا اصل راز معلوم نہ ہوا۔ کیونکہ اسے ایک محل میں علیحدہ رکھا گیا۔ لیکن یہاں معلمہ جو ایک بدچلن عورت تھی۔ انجلینا کو عیش و عشرت کے افسانے سناتی اور عشق و محبت کا درس دیتی رہی مگر وہ ایسی ہوشیاری سے اپنا کام کرتی تھی۔ کہ اس بھولی بھالی لڑکی کو ذرا بھر بھی اس پر شبہ نہ ہونے پاتا تھا۔ کہ وہ اسے بدراہ پر ڈال رہی ہے۔

وہ کہتی کہ اکثر نوجوان لڑکیاں ناتجربہ کاری کی وجہ سے راست کرداری کی منزل سے بھٹک کر گناہ کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔

مگر اسکی تشریح وہ ایسے دلکش پیرایہ اور اعلیٰ الفاظ میں کرتی تھی کہ انجلینا کا دل پھڑک جاتا تھا۔ یک گونہ ترغیب ہوتی تھی۔ بلاشبہ اسکے اخلاق میں نامعلوم کس طریق سے انقلاب ہو رہا تھا۔

جب اس مکار عورت کو یقین ہو گیا۔ کہ اب انجلینا پہلی انجلینا نہیں رہی، اور اس کے دل و دماغ میں عیش و عشرت کے خیالات گھر کر گئے ہیں۔ تو وہ اسے عشرت خانہ میں لے گئی۔ اور وہاں کا حال دیکھکر اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ ابھی ابھی چاندی کا گھنٹہ بجکر خاموش ہوا تھا انجلینا نے دیکھا۔ کہ جس میں مرد اور عورتوں کا جمگھٹا ہے۔ جو ایک دوسرے سے بے تکلف ہو رہے ہیں۔ دَور چل رہے ہیں۔ تمام خوش نصیب بلکہ

رنگ رلیاں منا رہے ہیں۔ دنیا کی ہر ایک نعمت یہاں موجود ہے۔
سیاہ محل خفیہ جماعت کی کامیابی کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھا۔ یہاں حسین سی حسین عورات رکھی جاتی تھیں۔ اور اس ذریعہ سے بڑے بڑے رئیسوں اور امیروں کو اس جماعت میں شامل کیا جاتا تھا۔ مگر یہاں کی ہر عورت عزت یافتہ تھی۔ ان لوگوں نے عورتوں کے مہیا کرنے کے لئے جا بجا محتاج خانے کھول رکھے تھے۔ جہاں غریب اور بیکس عورتیں آ کر انکے جال میں پھنس جاتیں۔ اور مجبور ہو کر اپنی آبروریزی کراتی تھیں۔ یہ محل بھی ایک محتاج خانہ ہی تھا جسکے خفیہ راستہ اور تہ خانے تھے۔ اس کے راستہ باہر سے آدمی آتے جاتے تھے۔ عورتیں ایک جگہ اور مرد دوسری جگہ رکھے جاتے تھے۔ اور یہاں دنیا بھر کی بدمعاشیاں ہوتی تھیں۔ رات کو تمام مرد اور عورت ایسی ایسی بدعنوانیاں کرتے تھے کہ شیطان بھی شرما کر وہاں سے بھاگ جاتا تھا۔

اب ہمارا افسانہ ختم ہے مچھڑ نے انجلینا کے جوہر عصمت کو چکنا چور کر دیا۔ اور وہ بالآخر شیطانیہ یا دوزخ کی حور بن کر رہی۔

(تمام شد)

ہر قسم کے ناول و دیگر کتب ملنے کا پتہ :- ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب لاہور

چالاک مجرم

انگلینڈ کے ایک مشہور ڈاکو کی چالاکیاں اس پیرایہ میں بیان ہیں کہ جنکو پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اسکے علاوہ ایک رئیس کا ایک لیڈی کا سرپرست ہوتے ہوتے اس سے دھوکا کرنا مگر ناکامیاب ہونا۔ آخر چالاک مجرم کے ہاتھوں قتل ہو جانا۔ بیگناہ کا جرم میں ماخوذ ہو کر حوالات میں جانا۔ اور انگلینڈ کے مشہور و معروف بہادر سراغرساں مسٹر رابرٹ بلیک کی دل توڑ سراغرسانی سے اصلی معاملے کا روشنی میں آنا۔ اصل قاتل کا گرفتار ہو کر سزا پانا۔ کچھ ایسے پیرایہ میں درج ہیں۔ کہ جنکو پڑھ کر دل کانپ اٹھتا ہے حصہ اول قیمت ۴؍ حصہ دوم یعنی قیدی پنجرے میں ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک

غنڈوں کا گروہ

جس میں بنگال کے مشہور افسانہ نویس نگیندہ بابو اور ماہر جاسوس اکشا کمار کلکتہ کی ایک واردات خون کا پتہ چلانے کے لئے باہم مصافحہ۔ اخبار نویس اور پولیس میں کیا گاگا یہ آگ پانی کا میل۔ رانی گلی کے اس خوفناک خونی مقدمہ کی خفیہ تفتیش۔ بنیاب شاکت دھرم کے پراسرار فرقہ کے دو مرد و زن کا معہ دس ہزار روپیہ کے فرار اور ان کا قتل۔ اور روپیہ پر دلیپ شاہ کا قبضہ۔ رانی گلی کی واردات سطح آب پر۔ اور قاتل کا سزائے موت کے لئے عدالت سشن میں چالان۔ مقدمہ ختم ہونے سے پہلے قاتل کا ہیضہ کا شکار ہونا۔ نہایت دلچسپ پیرایہ میں درج ہے قیمت صرف ۱۲؍

تشنۂ خون

سر آرتھر کانن ڈایل کے نامی ناول اے سٹڈی ان سکارلٹ کا اردو ترجمہ لالہ امرناتھ صاحب محسن کے جادو نگار قلم سے فن سراغرسانی میں ایک نہایت عجیب اور پر لطف ناول جس میں ولایت کے نامور سراغرساں شرلاک ہالمز کے کارنامے بیان کئے گئے ہیں قیمت ۶؍

ڈاکو کا گورکھ دھندا
یا
نوجوان جاسوس لڑکی

یہ ناول سراغرسانی کا سچ مچ گورکھ دھندا ہے ایک ڈاکو سردار کی حیرت انگیز کارروائیاں نوجوان جاسوس لڑکی کی عجیب و غریب سراغرسانی نہایت قابلقدر ناول ہے لکھائی چھپائی دیدہ زیب قیمت صرف ۴ر علاوہ محصولڈاک۔

طلسمی نازنین
اچھیا دہاری کالا سانپ

ایک بنگالی بابو کی آپ بیتی سرگذشت اچھیا دہاری سانپ کی انوکھی کرتوت جو کہ صبح کو سانپ اور رات کے وقت ایک نہایت ہی پری جمال نازنین کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس کے چکر میں پڑکر کئی نوجوان ہمیشہ کیلئے برباد ہو گئے دہلی کا سچا واقعہ ہے قیمت صرف ۳ر

جاسوسی جنگ

گذشتہ جنگ عظیم کے دنوں میں جرمنی کے سب سے بڑے جاسوس ٹڈن برگ نے امریکہ میں اپنا ایک ایسا جال بچھا رکھا تھا کہ جس سے انگریزوں کو شکست ہونی لازمی تھی مگر ولایت کے مشہور جاسوس بلیک نے امریکہ جاکر کس بہادری سے ٹڈن کی کارروائی کو روکا اور اسکی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ قیمت صرف ۴ر

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب و پبلشرز چوک متی لاہور

ہندوستان کے مشہور آفتاب مصنفوں کے اصلی اور صحیح مکمل ڈرامے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
خود پرست	۵ر	خونِ ناحق ہملٹ	۵ر	سیہر ستان	۳ر	گلنور، بحر خون یمنی	
دوزخی حور	۵ر	اجلا و عاشق	۱۲ر	کلامِ رحمت	۱۲ر	زہری سانپ	۵ر
دشمنِ ایمان	۵ر	علاؤالدین چراغ	۵ر	حسن کا چاند	۸ر	گلِ زرین	دَر
صنم کا پجاری عرف		اسیرِ حرص	۵	وفا قاتل	۱۲ر	تیغ تیطیر با تصویر	۵ر
نہ وار زندگی	۱۰ر	سفید خون		دو جھگڑ	۸ر	بھول بھلیاں	۵ر
سنہری خنجر	۸ر	مہابھارت	۳ر	علی بابا چالیس چور		اندر سبھا	
آتشی ناگ	۵ر	مالن کی بیٹی	۵ر	دان ویر کرن	۱۲ر	راجہ ہنس کرشن اوتار	۴ر
شباب جوانی	۸ر	خواب ہستی	۵ر	خونی بلا عرف		صید ہوس	۵ر
چلتی بجلی عرف		نور کی پتلی	۵ر	سنہری ناگن	۸ر	خوبصورت بلا	
خونی شیرنی	۵ر	بیوی کی لڑکی	۵ر	نیک پروین عرف		سکنیا ساوتری	[illegible]
سنہری فریب عرف		میٹھا زہر	دَر	سوہنی کنگ با تصویر	۵ر	بیس و نسہ	[illegible]
خون کا خون	۵ر	خدا دوست	۴ر	شریمتی منجری	۴ر	جلوان پتر	۱۲ر
اچھوتا دامن شہیدناز	۵ر	محبت کا پھول	۱۲ر	لیڈی لاجونتی	۸ر	تاج طہران	۱۲ر
رسیلا جوگی	عہ	غریب ہندوستان	عہ	داغِ حسرت عرف		شکندر	۴ر
جامِ جہان نما	۵ر	ہندی	۴ر	شیریں فرہاد	دَر	مہابھارت بکرماجیت	۱۲ر
چندراولی با تصویر	۵ر	دلفروش	دَر	حسن کا ڈاکو	۴ر	عاشق نما عرف	
کرشن بال لیلا	۱۲ر	گلستان خاندان		لو کھ رھند انشی		جان نثار	۱۲ر
معشوقۂ مصر عرف		پامال	۵ر	بیتاب	۴ر	پنجاب میں نشی زیادتی	۸ر
کالی ناگن	۶ر	گلنار فیروز	۵ر	زنجیرِ گوہر	۵ر	زندہ لکھہ	۱۲ر

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز چوک متی لاہور

پرنٹر سردار ... اجالا پریس سوہن لعل روڈ لاہور ...